

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمکمل صحیح اسلامی عقیدہ



منیر احمد یوسفی (مکمل ہے)

عربی اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور
مقررہ بیچ و ٹیلا دینا پاکستان

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ، 977-A بلاک بی III، منجھ پورہ (چائینہ) سکیم لاہور

■ 042-6823128, 6846677, 0300-4274936

Web: <http://www.seedharastah.com>

E-Mail: info@seedharastah.com

فہرست مضامین

- ۱۔ عرض حال۔ ۴
- ۲۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ ۸
- ۳۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ ۸
- ۴۔ تفسیر مظہری میں ہے۔ ۹
- ۵۔ تفسیر روح البیان میں ہے۔ ۹
- ۶۔ تفسیر روح المعانی میں ہے۔ ۱۱
- ۷۔ رسول کریم ﷺ کی دعا۔ ۱۶
- ۸۔ قرب الہی۔ ۱۷
- ۹۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے شفاعت کا ثبوت۔ ۲۰
- ۱۰۔ اختیار شفاعت۔ ۲۰
- ۱۱۔ پیغام شفاعت اور خبر غیب۔ ۲۲
- ۱۲۔ حدیث شفاعت۔ ۲۴
- ۱۳۔ شفاعت واجب۔ ۳۰
- ۱۴۔ اُمتی شفاعت کریں گے۔ ۳۱
- ۱۵۔ روزہ اور قرآن مجید شفع۔ ۳۲
- ۱۶۔ دوسرا عنوان۔ ۳۳
- ۱۷۔ میت سُنّتی ہے۔ ۳۶
- ۱۸۔ سماع موتی کے سلسلہ میں غزوہ بدر کا تفصیلی واقعہ۔ ۳۹
- ۱۹۔ قبروں والوں کو سلام۔ ۴۱
- ۲۰۔ قبرستان جانے اور وہاں سلام کرنے کا طریقہ۔ ۴۱
- ۲۱۔ ائمہ اربعین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زیارت قبور کی اجازت۔ ۴۳

- ۲۲۔ قبر سے سورہ ملک کی تلاوت کی آواز۔ ۴۴
- ۲۳۔ میت بولتی ہے۔ ۴۵
- ۲۴۔ میت پہچانتی ہے۔ ۴۸
- ۲۵۔ مردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا۔ ۴۸
- ۲۶۔ دفن کے متعلق مسائل۔ ۵۰
- ۲۷۔ مرنے کے بعد کلام۔ ۵۰
- ۲۸۔ میت کو دفنانے کے بعد وصیت۔ ۵۱
- ۲۹۔ قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر وصیت کرنا۔ ۵۳
- ۳۰۔ قبر بنانے کے بعد کیا کہنا چاہیے؟ ۵۳
- ۳۱۔ حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ۵۴
- ۳۲۔ تیسرا عنوان۔ ۵۵
- ۳۳۔ واقعہ۔ ۵۶
- ۳۴۔ قوت والا اور قدرت والا۔ ۵۸
- ۳۵۔ جب زمین یا پتھر سے اُونٹنی نکلی۔ ۵۸
- ۳۶۔ قوت والی مخلوقات۔ قوت والا جن۔ قوت والا فرشتہ۔ ۵۹
- ۳۷۔ قوت والا انسان۔ قوت والی جماعت۔ ۶۰
- ۳۸۔ قوت والے سردار۔ ۶۰
- ۳۹۔ نبی اسرائیل کو فرمایا۔ ۶۱
- ۴۰۔ دشمن کے مقابلے میں قوت۔ عطائی قوت۔ ۶۲
- ۴۱۔ قوت والے لوگ۔ ۶۲
- ۴۲۔ قوت سے میری مدد کرو۔ قوت والی قومیں۔ ۶۳
- ۴۳۔ قوت والا کام کرنے والا۔ ۶۳

عرض حال

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب "عقائد کی پیشگی اعمال کی درستی خوف خدا ﷻ اور محبت رسول کریم ﷺ کی تحریک اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق سے بڑی کامیابی سے چلا رہی ہے۔ اس کے اثرات اندرون ملک اور بیرون ملک بھی نظر آرہے ہیں۔ وہ لوگ جو ہر وقت اعمال کی صحت کی گفتگو کرتے تھے۔ اب صحیح عقائد کی حقیقت و اہمیت اُن کے ذہن و ضمیر کو دستک دے رہی ہے۔ مفتی عبدالعزیز بن عبد اللہ بن باز نے اپنے لیکچر بعنوان "العقیدہ الصحیحہ وما یضادھا" میں ان الفاظ میں اس حقیقت کا احساس کیا ہے۔ کہتے ہیں "صحیح عقیدہ دین اسلام کی بنیاد ہے اور ملت اسلامیہ کی اساس اسی پر قائم ہے۔ یہ بات کتاب و سنت کے دلائل شرعیہ سے واضح اور ثابت شدہ ہے کہ انسان کے تمام اقوال و افعال اسی وقت صحیح اور بارگاہ الہی میں مقبول ہوں گے جب کہ اُس کا عقیدہ صحیح اور درست ہو اگر کسی شخص کا عقیدہ صحیح نہیں ہے تو اُس کے سارے اقوال اور اعمال بیکار اور عند اللہ اُن کا کوئی اعتبار نہیں۔" (ص: ۳)

"صحیح اسلامی عقیدہ" کے عنوان سے مدرسہ دارالسنہ اسلامک کالج تاجپورہ لاہور کے مدرس ابراہیم سلفی (ایم۔ اے) نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ اُس میں انہوں نے بھی لکھا ہے۔ "عقائد کی اصلاح اور ایمانیات کی درستی ہی حقیقی فوز و فلاح کی گارنٹی ہے۔ اعمال کی قبولیت کا دار و مدار بھی انہی پر ہے۔ اسی لئے قرآن و حدیث کا بہت بڑا حصہ ان کی درستی اور پیشگی کی دعوت دیتا ہے۔" (ص: ۲)

عقائد اور نظریات ایمانیات اور اعتقادیات الفاظ اور تحریروں کا نام نہیں بلکہ اقرار کا لسان اور تصدیق کا قلب کا نام ہے۔ عقائد و نظریات ایمانیات اور اعتقادیات تبھی درست اور صحیح ہوں گے اگر پورے قرآن مجید پوری سورتوں اور ہر ہر

آیت مقدسہ پر مکمل ایمان ہو۔ یہ عقیدہ اور ایمان کیا ہوا کہ جس آیت مبارکہ کو دِل نے چاہا مان لیا اور جس آیت مبارکہ کو چاہا رو کر دیا یا لوگوں سے چھپا لیا۔ (نعوذ باللہ) اعتقادیات میں سب سے اَوَّل اللہ تبارک و تعالیٰ کو احد، صمد، لم یلد و لم یولد، ازلی، ابدی، سرمدی واجب الوجود اور وحدہ لا شریک ماننا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی صفات کو اُس کی ذاتی اور حقیقی صفات ماننا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سورۃ بنی اسرائیل کی آیت مبارکہ نمبر ۱۱۱ میں ارشاد فرماتا ہے: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ یَکُنْ لَهُ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَهُ وَلِیٌّ مِّنَ الدِّیْنِ وَکَبِّرُوْهُ تَکْبِیْرًا ۝ اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیں تمام خوبیاں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے لئے ہیں جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہیں کیا اور بادشاہی میں اُس کا کوئی شریک نہیں اور وہ کمزور نہیں کہ کوئی اُس کا مددگار اور حمایتی ہو اور اُس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہیں۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ "توحید" ربانی کے ساتھ ساتھ عظمت اور تعظیم و توقیر محبوب کبریاء رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ اور آپ کی ذات و صفات اور معجزات اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل و معجزات بھی بیان فرماتے ہیں۔ نیز صحابہ کرام اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمتیں اور کرامتیں بیان کرتے ہیں۔ ان تمام باتوں کو ماننا عقیدہ توحید رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ ان عظیم ہستیوں کی عظمتیں عظیم الشان "حقیقی کتاب التوحید" قرآن مجید میں بیان ہیں۔

"توحید" انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عظمت کے انکار کا نام نہیں بلکہ تقاضائے عقیدہ توحید ہے کہ ان کا اقرار کیا جائے۔ کیونکہ یہ بات بھی صحیح عقیدہ اور ایمان کے درست ہونے کے لئے ضروری ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَٰہِدًا وَّ مَّبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ

وَتَعَزَّزُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (الف: ۸-۹)

”پیشک ہم نے آپ (ﷺ) کو بھیجا ہے گواہ بنا کر اور خوش خبری دینے والے اور ڈرسانے والے تاکہ اے لوگو! تم اللہ (ﷻ) اور اس کے (پیارے) رسول (کریم ﷺ) پر ایمان لاؤ اور (رسول کریم ﷺ) کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی پاکی بیان کرو۔“

صحیح عقیدہ تبھی ہوگا جب اللہ تبارک و تعالیٰ کو ایک اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان اور معجزات و کرامات کو تسلیم کیا جائے۔ اور ان کے ادب و احترام اور تعظیم و توقیر کو جزو ایمان بنایا جائے۔

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) پنجاب کی عقائد کی چٹنگی اعمال کی درستگی خوف خدا ﷻ اور محبت رسول کریم ﷺ کی تحریک بفضلہ تعالیٰ دن بدن مقبول عام ہو رہی ہے۔ اسی ضمن یہ پمفلٹ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔ جس کا عنوان ہے ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ“ یہ پہلی قسط ہے جو مدرس محمد ابراہیم سلفی (ایم۔ اے) کے پمفلٹ ”صحیح اسلامی عقیدہ“ کو پڑھ کر پیش کی جارہی ہے۔ موصوف کے پمفلٹ سے اس پمفلٹ میں زیر بحث موضوع کا فوٹو بھی پیش خدمت ہے۔

قارئین کرام مدرس موصوف سے پمفلٹ منگوا سکتے ہیں۔ پھر ”صحیح اسلامی عقیدہ“ اور ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ“ کا موازنہ کر کے اندازہ فرما سکتے ہیں کہ کس پمفلٹ کو پڑھ کر صحیح عقیدہ کا پتا چلتا ہے۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی علی مد

جمعیت المحدثین لاہور کے ایک مدرس نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے ”صحیح اسلامی عقیدہ“ اس میں ۱۸ ضمنی عنوانات کے تحت ”آیات قرآنیہ“ کے ترجمے شائع کئے گئے ہیں۔

ایک عنوان ہے ”دعاؤں میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ اس لئے ڈالنا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور ہماری سفارش اللہ کے ہاں کریں گے مشرکانہ عقیدہ ہے۔“ (من وعن)

پمفلٹ سے نقل ملاحظہ فرمائیں:

17۔ دعاؤں میں انبیاء اور اولیاء کا وسیلہ اس لئے ڈالنا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور ہماری سفارش کریں گے، مشرکانہ عقیدہ ہے
 ﴿وَيُغْنِيكَ مِنَ الذُّلِّ إِلَهُ مَا لَا تَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيُغْنِيكَ مِنَ الذُّلِّ﴾ (یونس: ۱۸)
 ”اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نقصان نہ پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔“
 ﴿وَأَلَّا يَلَهُ الَّذِينَ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ (انعام: ۱۳)
 ”اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں اور (کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ (وہ بزرگ) اللہ کے نزدیک کے مرتبہ ہمارے رسائی کر دیں۔“

پہلی بات عنوان کا آیات مبارکہ سے کسی سم کا حلق نہیں۔

مکہ مکرمہ میں صورت حال یہ تھی کہ لوگ پتھر کے بتوں کو معبود بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے اور ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھتے اور بتاتے تھے۔ اسلام کے ماننے والے صاحب ایمان لوگوں کا بتوں سے نہ تو کوئی تعلق اور عقیدت و احترام ہے اور نہ ہی اطاعت و فرمانبرداری۔ سارے کے سارے بت پرست، نبی کریم ﷺ کے منکر اور دشمنان اسلام تھے اور ہیں۔ آیت مبارکہ ہے۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ ۖ قُلْ أَنْتَبِتُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۖ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (یونس: ۱۸)

”اور یہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نقصان پہنچا سکے اور نہ ان کو نفع پہنچا سکے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ (ﷻ) کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) فرمائیے کیا اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں؟ اُسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔“

تفصیل ملاحظہ فرمائیں

تفسیر ابن کثیر میں ہے

يُنْكَرُ تَعَالَى عَلَى الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ عَبَدُوا مَعَ اللَّهِ غَيْرَ ظَالِمِينَ أَنْ تِلْكَ الْأَلِهَةُ تَنْفَعُهُمْ شِفَاعَتُهَا عِنْدَ اللَّهِ فَأَخْبَرَ تَعَالَى أَنَّهَا لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَا تَمْلِكُ شَيْئًا وَلَا يَقَعُ شَيْءٌ مِمَّا يَزْعُمُونَ فِيهَا وَلَا يَكُونُ هَذَا أَبَدًا ۚ ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) ان مشرکین کی سرزنش فرماتا ہے جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ساتھ ان جھوٹے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جو اللہ (عز و جل) کے ہاں ان کی شفاعت نہیں کر سکتے۔ (جیسا کہ

مشرکین کا خیال تھا) اور نہ ان کو ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی چیز کے مالک ہیں اور نہ ہی وہ کچھ کر سکتے ہیں جو مشرکین چاہتے ہیں۔“

تفسیر مظہری میں ہے

يَعْبُدُونَ أَي كُفَّارُ مَكَّةَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ أَنْ تَرَكَوا عِبَادَتَهُ وَلَا يَنْفَعُهُمْ أَنْ عَبَدُوهُ يَعْنِي الْأَصْنَامَ فَإِنَّهَا جَمَادَاتٌ لَا تَقْدِرُ عَلَى نَفْعٍ وَلَا ضَرٍّ الْمَعْبُودُ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مُشِيئًا وَمُعَاقِبًا حَتَّى يَعُودَ عِبَادَتُهُ بِجَلْبِ نَفْعٍ أَوْ دَفْعِ ضَرٍّ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ الْأَصْنَامُ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ يَشْفَعُ لَنَا فِيمَا يَهْمُنَا مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ ”مکہ (مکرمہ) کے کافر اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے سوا ایسی چیزوں کی پوجا کرتے تھے کہ اگر ان کی پوجا نہ کریں تو عبادت کرنے والوں کو نقصان نہیں دے سکتیں اور اگر ان کی عبادت کریں تو پجاریوں کو نفع نہیں پہنچا سکتیں۔ یعنی بتوں کی پوجا کرتے ہیں جو بالکل بے جان ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اور معبود میں نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت ہونی چاہیے تاکہ پوجا کرنے والے کو پوجا کا ثواب دے سکے اور پوجا نہ کرنے والے کو نقصان پہنچا سکے یا ضرر کو دفع کر سکے اور کہتے ہیں کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ہاں یہ (معبود) ہمارے سفارشی ہیں۔ دنیاوی امور میں بھی ہماری سفارش کرتے ہیں اور اگر قیامت قائم ہوئی تو وہاں بھی یہ شفاعت کریں گے۔“

تفسیر روح البیان میں ہے

(وَيَعْبُدُونَ) كُفَّارُ مَكَّةَ (مِنْ دُونِ اللَّهِ) خَالٍ مِنَ الْفَاعِلِ أَي مُتَجَاوِزِينَ اللَّهَ لَا بِمَعْنَى تَرَكَ عِبَادَتَهُ بِالْكَلْبِيَّةِ بَلْ بِمَعْنَى عَدَمِ الْإِكْتِفَاءِ بِهَا وَجَعَلَهَا قَرِيبًا لِعِبَادَةِ الْأَصْنَامِ (مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

يَنْفَعُهُمْ) اَيِ الْاَضْنَامُ الَّتِي لَا قُدْرَةَ لَهَا عَلَى اِيْصَالِ الصَّرْرِ إِلَيْهِمْ
اِنْ تَرَكُوا عِبَادَتَهَا وَلَا عَلَى اِيْصَالِ الْمَنْفَعَةِ اِنْ عَبْدُوْهَا لِأَنَّ
الْجَمَادَ بِمَعْزَلٍ عَنْ ذَلِكَ وَالْمَعْبُودُ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مُشِيْبًا وَ
مُعَاقِبًا حَتَّى تَعُوْدَ عِبَادَتُهُ بِجَلْبِ هُجَعٍ أَوْ دَفْعِ ضَرٍّ (وَيَقُولُونَ
هَؤُلَاءِ) الْاَضْنَامُ (شَفَعًا وَنَاعِدَةً لِلَّهِ) تَشْفَعُ لَنَا فِيمَا يَهْمُنُنَا مِنْ أُمُورِ
الدُّنْيَا لِأَنَّهُمْ كَانُوا لَا يَقْرَأُونَ بِالْمَعَادِ أَوْ فِي الْآخِرَةِ أَنْ يَكُنْ بَعَثَ
كَمَا قَالَ الْكَاشِفِيُّ [يَا كَرُفْرَضًا حَرُوشًا بِشَدِّ چنانچہ معتقد مومنانت مرا
از خدای درخواست میکنید و از عذاب میرهانند ح

”اور کافر عبادت کرتے ہیں مِنْ دُونِ اللَّهِ کی یہ یَعْبُدُونَ کے فاعل
کا حال ہے بمعنی متجاوزین اللہ یعنی انہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت بالکل
ترک نہیں کر دی تھی بلکہ انہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت پر اعتقاد کرتے
ہوئے غیروں کی پرستش شروع کر دی اور بتوں کی عبادت کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی
عبادت کے برابر سمجھا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ یعنی کفار ان کی عبادت کرتے
تھے جو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ اس سے اُن کے بت مراد ہیں کہ انہیں کسی
قسم کی قدرت نہیں کہ اگر اُن کی پرستش چھوڑ دیں تو وہ انہیں کوئی نقصان پہنچا سکیں
یا اُن کی کوئی عبادت کریں تو وہ انہیں کوئی فائدہ دیں کیونکہ وہ محض چند پتھروں کے
ڈھیلے ہیں اُن کو کسی نفع و نقصان دینے کا کیا کام حالانکہ معبود تو ایسا ہو کہ وہ نیکی پر اجر و
ثواب سے نوازے اور بُرائی پر سزا دے تاکہ اُس کی عبادت میں حصول نفع و دفع ضرر
کی امید ہو۔ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ” اور کہتے ہیں یہ ہمارے بت “شَفَعًا وَنَاعِدَةً لِلَّهِ
”اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔“ ہماری تمام دنیوی مشکلات اللہ
(تبارک وتعالیٰ) سے سفارش کر کے حل کرا دیں گے۔ بغرض محال وہ یوں بھی کہتے ہیں کہ
اگر مرنے کے بعد اٹھنا بھی ہو تو قیامت کے دن ہمارے یہ بت ہمیں عذاب الہی
سے روح البیان جلد ۴ ص ۲۵۔

سے بچالیں گے۔ چنانچہ علامہ کا شفی نے لکھا ہے کہ کافر کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوگی
جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے تو ہمارے بت اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے درخواست
کر کے ہمیں عذاب سے چھڑالیں گے۔“

تفسیر روح المعانی میں ہے

”ما“ سے مراد الْاَضْنَامُ یعنی ”بت ہیں“۔ ابن ابی حاتم سے روایت
ہے، وہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ نضر بن حارث کہتا تھا: اِذَا
كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شَفَعْتُ لِي اللَّاتُ وَالْعُزَّى نَزَلَتْ الْآيَةُ ۖ ”جب
قیامت کا دن ہوگا تو لات اور عزیٰ میری شفاعت کریں گے تو رَبِّ کائنات نے اس
پر یہ قولہ بالا آیت مبارکہ نازل فرمائی“ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شَفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ
وَكَانَ أَهْلُ الطَّاغُوتِ يَعْْبُدُونَ اللَّاتَ وَآهْلَ مَكَّةَ عَزَى وَمَنَاةَ وَهَبِلَ
وَأَسَافًا وَنَائِلَةً ۖ ”اہل طاغوت لات کی عبادت کرتے تھے اور اہل مکہ عزیٰ، مناتہ
ہبل، اساف اور نائلہ کی عبادت کرتے تھے۔“ تفسیر قرطبی میں ہے، اس آیت مبارکہ
میں بتوں کا ذکر ہے۔

وَذَلِكَ هُوَ الْاِلَهَةُ وَالْاَضْنَامُ الَّتِي كَانُوا يَعْْبُدُونَ ”اور یہ
معبودان باطل اور بت تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔“ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ
شَفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ يَعْنِي اِنَّهُمْ كَانُوا يَعْْبُدُونَهَا رَجَاءَ شَفَاعَتِهَا عِنْدَ اللَّهِ ۖ
”وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں ہماری شفاعت کریں گے یعنی وہ اُن
کی پوجا کرتے تھے اس امید پر کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہاں اُن کی شفاعت
کریں گے۔“

روح المعانی جلد ۴ ص ۶۲ ص ۸۳ قرطبی جلد ۴ ص ۸ ص ۲۰۵ تفسیر کبیر جلد ۹ ص ۶۲ ص ۵۰ روح
المعانی جلد ۴ ص ۶۲ ص ۸۳ تفسیر ابوسعود جلد ۳ ص ۵۲۲ ص ۱۰ البحر المحیط جلد ۵ ص ۱۳۸ ص ۱۰ ابن جریر
جلد ۶ ص ۵۴۲۔

یعنی اللہ (ﷻ) اُن کی سفارش سے ہمارے دنیاوی کاروبار چلا رہا ہے۔ وہ لوگ قیامت اور جنت و دوزخ کے قائل نہیں تھے نیز وہ بتوں کے متعلق دھونس کی شفاعت کے قائل تھے۔ کیونکہ وہ بتوں کو الہ مان کر شفعہ مانتے تھے۔ نیز وہ غیر شفعہ کو شفعہ مانتے تھے۔ شفاعت کے متعلق یہ باطل عقیدہ ہے۔ یہ اسلامی شفاعت نہیں۔

جہاں تک انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہستیوں کا ذکر ہے اُن کی اطاعت و فرمانبرداری اور اتباع و پیروی کے بغیر چارہ کار نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت صحابین اسلام اور علین دین ہے۔ آپ ﷺ کی شفاعت کا انکار قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا انکار ہے۔ یہ بات مناسب نہیں کہ کلمہ بھی پڑھا جائے اور محض فرقہ پرستی کے جنون اور جوش میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا بھی انکار کر دیا جائے۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں یہ بات کہیں بھی نہیں ملے گا کہ رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ شفاعت نہیں کریں گے۔

زیر بحث پمفلٹ میں ایک اور آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھا گیا ہے (آیت مبارکہ اور اُس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں: وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی ط..... (الزمر: ۳)

(فرقہ دار نہ ترجمہ) ”اور جن لوگوں نے اُس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اُن کی عبادت صرف اِس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبے تک ہماری رسائی کر دیں“ (محمد جو نا گڑھی غیر مقلد الحمدیث)

(صحیح ترجمہ) ”اور وہ جنہوں نے اُس کے سوا اور والی بنائے (یعنی معبود ٹھہرائے) کہتے ہیں ہم تو انہیں (یعنی بتوں کو) صرف اِس بات کے لئے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ (عز و جل) کے پاس نزدیک کر دیں۔“

اِس کی تشریح میں تفسیر ”احسن البیان“ میں حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں: ”اِس سے واضح ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ ہی کو خالق رازق اور مدبر کائنات

مانتے تھے۔ پھر وہ دوسروں کی عبادت کیوں کرتے تھے؟ اِس کا جواب وہ یہ دیتے تھے جو قرآن نے یہاں نقل کیا ہے کہ شاید اِن کے ذریعے ہمیں اللہ کا قرب حاصل ہو جائے یا اللہ کے ہاں یہ ہماری سفارش کر دیں۔ جیسے دوسرے مقام پر فرمایا: هُوَ لَاۤءِ شَفَعَاۤؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ (یونس: ۱۸) ”یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔“ (تفسیر احسن البیان زیر آیت حاشیہ نمبر ۲ از حافظ صلاح الدین یوسف ص ۱۰۷۸ اچھا پے سعودی عرب من وعن)۔

محمد جو نا گڑھی صاحب نے قرآن مجید کی آیت مبارکہ کا ترجمہ کرتے ہوئے بریکٹ میں لکھا ہے (بزرگ) مترجم نے لوگوں کو مختصہ میں ڈالنے کیلئے بریکٹ لگا کر ”بزرگ“ لکھا ہے حالانکہ مشرکین تو بتوں کی پوجا کرتے تھے اور اُن کا عقیدہ بتوں کے بارے میں ایسا تھا۔ پھر حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے سورہ یونس کی آیت نمبر ۱۸ کا حوالہ دے کر من گھڑت تشریح سے غضب الہی کو دعوت دی جبکہ سورہ یونس میں بزرگوں کا ذکر ہی نہیں وہ تو بتوں سے متعلق آیت مبارکہ ہے جن کی لوگ پوجا کرتے تھے۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُوْنَ هُوَ لَاۤءِ شَفَعَاۤؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ (یونس: ۱۸) ”یہ لوگ اللہ (واحد) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو ضرر پہنچا سکے اور نہ اُن کو نفع پہنچا سکے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ (ﷻ) کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔“

(مترجم) نے بریکٹ میں (بزرگ) لکھ کر اور مفسر نے تشریح میں سورہ یونس کا حوالہ دے کر ثابت کرنے کی کوشش کی کہ لوگ بزرگوں کی عبادت کرتے ہیں اور انہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں اپنا معبود سمجھ کر سفارشی مانتے ہیں۔ حالانکہ کوئی ناقص العقل اور بے عمل کلمہ پڑھنے والا کسی بھی بزرگ کو نہ تو معبود مانتا ہے نہ ہی کسی بزرگ کی عبادت کرتا ہے۔ رہی بزرگوں کی شفاعت تو یہ مترجم اور مفسر اور اُن کے پیروکار اُن آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ کا کیا جواب دیں گے جن میں اولیاء اللہ اور بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی اور شفاعت کا ذکر ہے۔

کیا ان لوگوں کے نزدیک غلط ترجمہ کرنا اور غلط تفسیر کرنا "توحید پرست" ہونے کیلئے ضروریات عقیدہ توحید میں شامل ہے۔

سورۃ الزمر کی آیت نمبر ۳ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ مَنْ رَبُّكُمْ وَمَنْ خَالِقُكُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً؟ قَالُوا، اللَّهُ فَيَقَالُ: لَهُمْ مَا مَعْنَى عِبَادَتِكُمْ لِلْأَصْنَامِ؟ قَالُوا لَيَقَرَّ بُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى وَيَشْفَعُوا لَنَا عِنْدَهُ "جب اُن سے کہا جاتا کہ تمہارا رب اور خالق کون ہے اور کس نے یہ آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا ہے؟ تو کہتے ہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ)۔ پھر اُن سے پوچھا گیا کہ تم بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ تو کہتے، اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے قریب کر دیں اور اُس کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہوں۔"

وَأَخْرَجَ جُوَيْرِيسَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا (وَالَّذِينَ تَخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ) قَالَ: أَنْزَلَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَحْيَاءٍ عَامِرٍ وَكِنَانَةَ وَبَنِي سَلَمَةَ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ وَيَقُولُونَ الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللَّهِ فَقَالُوا (مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيَقَرَّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى) (حضرت) جویر (علیہ الرحمہ) کی روایت ہے کہ اس آیت مبارکہ کی تشریح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اس آیت مبارکہ کا نزول تین قبائل کے بارے میں ہوا (۱) بنی عامر (۲) بنی کنانہ اور (۳) بنی سلمہ۔ یہ قبائل بتوں کی پوجا کرتے تھے اور فرشتوں کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بیٹیاں قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم ان کی پوجا صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں (یعنی ان کی پوجا کر کے ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے مقرب ہو جائیں)۔

قارئین کرام! بھلا ان حضرات سے کوئی پوچھے مشرکین تو بتوں کی عبادت کرتے تھے کیا مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے

ہیں؟ یہ تو اُن کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ یہ موصد مسلمان تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی تکمیل کرتے ہیں یہ نماز پانچ گناہ کی ۲۸ رکعتوں میں ۲۸ بار رب کائنات سے عرض کرتے ہیں: "إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝" ان کلمات کا یہ مطلب ہے۔ "(اے اللہ جل جلالک) ہمیں سیدھی راہ چلا اُن کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔" یعنی اے ہمارے معبود برحق ہمیں اپنے پیارے انبیاء کرام علیہم السلام صدیقین شہداء اور صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر چلا تا کہ ہم تیرا قرب حاصل کر سکیں۔

جیسا کہ سورۃ النساء میں ہے: وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۖ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ۝ (النساء: ۶۹) "اور جو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء (کرام علیہم السلام) صدیقین شہداء اور صالحین صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔"

سورۃ توبہ میں خالق کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝ (التوبہ: ۱۱۹) "اے ایمان والو! اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔"

"سورۃ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنْتَبَأَ إِلَيَّ اور اُس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہے۔" (لقمان: ۱۵)

سچوں کے ساتھ ہونے اور جو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھکے ہوئے ہیں اُن کے نقش قدم پر چلنے کا مقصد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ رب کائنات نے قرآن مجید میں کسی جگہ پر بھی کُونُوا مَعَ الْأَصْنَامِ يَا وَاتَّبِعْ لَاتَ وَمَنَاءَ نہیں فرمایا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اپنے پیاروں کی پیروی و اطاعت اور اُن کے نقش قدم پر چلنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکے تو

مسلمان اس لئے انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام ﷺ اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تاکہ ان کی محبت سے اللہ تبارک و تعالیٰ راضی ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنی محبت اور قرب عطا فرمائے۔ جو اللہ والوں سے محبت کرتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کی دُعا:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دُعا فرمائی (یہ دُعا امت کی تعلیم کے لئے ہے)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَإِذَا فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَقَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يَقْرُبُنِي إِلَيْكَ حُبَّكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهَا حَقٌّ فَأَذَرَهُمْ ثُمَّ تَعَلَّمُوهَا ۝

”اے اللہ (ﷻ) بے شک میں تجھ سے نیک کام کرنے کی توفیق مانگتا ہوں اور بڑے کاموں کے چھوڑنے کی ہمت مانگتا ہوں اور مساکین کی محبت مانگتا ہوں اور یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے۔ اور میرے اوپر رحم فرما اور جب تو کسی قوم کو فتنے میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائے تو مجھے فتنے میں ڈالے بغیر موت کی آغوش میں لے جانا۔ اور میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کا بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہو اور ایسے عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ اس کے بعد رسول ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ بیان بالکل حق اور سچ ہے اسے پڑھو اور اس کے معنی اور الفاظ کو سمجھو اور لوگوں کو ان کی تعلیم دو۔“

۹۔ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۳۳ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۸۸ ترمذی حدیث نمبر ۳۵۳۵-۳۲۲۳ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۶۲ مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۲۲۔

قرب الہی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو قبول اسلام سے قبل نبی کریم ﷺ کے سخت مخالف تھے جب وہ نبی کریم ﷺ کے دامن سے وابستہ ہوئے تو کیا انہیں قرب الہی حاصل ہوا یا نہیں؟ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقرب رسول کریم ﷺ کی غلامی کے بعد ہوئے یا نہیں؟ پھر ان کی زبان پر حق بولتا تھا یا نہیں؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ ۝ ”بیشک اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے حق کو (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر وضع فرمادیا ہے۔ وہ ہمیشہ حق ہی بولتے ہیں“ (راوی حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ ۝ ”بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دل پر حق جاری فرمایا۔“

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور پیروی سے ایسے مقرب بارگاہ الہی ہوئے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ۱۲ ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) نبی ہوتے۔“

تفسیر ”حسن البیان“ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ انعام یافتہ لوگوں کا یہ راستہ اطاعت الہی اور اطاعت رسول ﷺ ہی کا راستہ ہے نہ کوئی اور راستہ۔ (تفسیر

۱۱۔ ابن ماجہ ص ۱، مسند احمد جلد ۷ ص ۴۷۸، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۸۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۷، تاریخ الخلفاء ص ۹۲۔ ۱۲۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۰، تاریخ الخلفاء ص ۹۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۵۳۱، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۶۶، ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۹، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۹۳، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۲، جلد ۵ ص ۱۹۱، مشکوٰۃ ص ۵۵۷، مشکوٰۃ ص ۵۵۸، ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۹، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۹۲، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۶۸۔

احسن البیان حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۶۰ من وعن)

اس حقیقت کا منکر نہ تو توحید پرست ہے اور نہ ہی اسلام کا داعی بلکہ وہ بے خبر بے علم اور اپنے انجام سے ناواقف ہے۔

تفسیر ”احسن البیان“ (اردو) سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۵ کے تحت حاشیہ نمبر میں لکھا ہوا ہے۔ ”یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین اپنے اپنے پیشواؤں یعنی نبیوں و لیوں بزرگوں پیروں مرشدوں وغیرہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ پر ان کا اتنا اثر ہے کہ وہ اپنی شخصیت کے دباؤ سے اپنے پیروکاروں کے بارے میں جو بات چاہیں اللہ سے منوا سکتے ہیں اور منوا لیتے ہیں۔ اسی کو وہ شفاعت کہتے تھے۔ یعنی ان کا عقیدہ تقریباً وہی تھا جو آج کل کے جاہلوں کا ہے کہ ہمارے بزرگ اللہ کے پاس اڑ کر بیٹھ جائیں گے اور بخشوا کر انھیں گے۔ آگے لکھا ہے پھر اس کے بعد آیت انکری اور دوسری متعدد آیات و احادیث میں بتایا گیا ہے کہ اللہ کے ہاں ایک دوسری قسم کی شفاعت بے شک ہوگی مگر یہ شفاعت وہی لوگ کر سکیں گے جنہیں اللہ اجازت دے گا اور اسی بندے کے بارے میں کر سکیں گے جس کیلئے اللہ اجازت فرمائے گا اور اللہ صرف اور صرف اہل توحید کے بارے میں اجازت دے گا۔ یہ شفاعت فرشتے بھی کریں گے۔ انبیاء بھی اور شہید صالحین بھی مگر اللہ پر ان میں سے کسی بھی شخصیت کا کوئی دباؤ نہ ہوگا۔“

یاد رہے! کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی شخصیت کے دباؤ سے اللہ تبارک و تعالیٰ کو منوائیں گے۔ ایسا عقیدہ رکھنا بارگاہ خداوندی کی گستاخی اور کفر و شرک سے کم نہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ شانہ بندگی و عہدیت اور محبوبیت سے اللہ تبارک و تعالیٰ کو راضی کریں گے اور شفاعت کریں گے اور یہ عقیدہ توحید و اسلام ہے یہ شفاعت باذن الہی ہوگی۔

یاد رہے! انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی شفاعت وہ

شفاعت ہے جو محبت کی اور اذن کی شفاعت ہے اسے شرک سمجھنا جہالت اور نالائقی ہے۔ بتوں کی شفاعت نہ دنیا میں ہے اور نہ آخرت میں اگر کوئی ایسی شفاعت ہوتی تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم میں ہوتی۔ علم الہی کی نفی سے اصل نفی مراد ہے۔

زیر بحث پمفلٹ میں لکھا ہے۔ ”دعاؤں میں انبیاء اور اولیاء کا وسیلہ اس لئے ڈالنا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کریں گے اور ہماری سفارش اللہ کے ہاں کریں گے مشرکانہ عقیدہ ہے۔“ اگر پمفلٹ کے ناشر اپنے اکابرین کی تحریروں کا مطالعہ کر لیتے تو شاید اتنی بڑی بات نہ لکھتے۔ پمفلٹ سے تو واضح ہوتا ہے کہ شائع کرنے والے صاحب اور ان کے پیروکار قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مطابق باذن اللہ شفاعت کو بھی نہیں مانتے۔

تفسیر ”احسن البیان“ اردو ص ۱۷۷ زیر آیت وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَىٰ وَهُمْ مِنْ خَشِيَّتِهِ مُشْفِقُونَ (الانبیاء: ۲۸) ”وہ کسی کی بھی شفاعت نہیں کرتے مگر اُس کیلئے جن سے اللہ خوش ہو اور وہ اُس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔“ لکھا ہے: اس سے معلوم ہوا انبیاء و صالحین کے علاوہ فرشتے بھی سفارش کریں گے۔ حدیث صحیح میں اس کی تائید ہوتی ہے لیکن یہ سفارش انہی کے حق میں ہوگی جن کیلئے اللہ پسند فرمائے گا۔

پمفلٹ شائع کرنے والے صاحب نے جلد بازی میں پمفلٹ شائع کر دیا اور ”احسن التفسیر“ اردو سے ترجمہ نقل کر دیا لیکن تفسیر نہیں پڑھی کہ تفسیر میں لکھا کیا ہے۔ ”احسن التفسیر“ میں بدگمانی اور اڑام تراشی کے بعد حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شہید اور صالحین بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے شفاعت کریں گے۔ جب یہ بات حقیقت ہے تو پھر پمفلٹ میں لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ دعاؤں میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ اس لئے ڈالنا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور ہماری سفارش اللہ کے ہاں کریں گے مشرکانہ عقیدہ ہے۔ (نعوذ باللہ)!

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے شفاعت کا ثبوت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ (البقرہ: ۲۵۵) ”اور کون ہے جو اُس کی اجازت کے بغیر اُس کے سامنے شفاعت کر سکے۔“ اِس میں مشرکین کا رد ہے جن کا گمان تھا کہ بت شفاعت کریں گے۔ انہیں بتادیا گیا کہ کفار کیلئے شفاعت نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور مازونین (یعنی جن کو شفاعت کا اذن ہوگا اُن) کے سوا کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اور اُن والے انبیاء کرام علیہم السلام مومنین اور ملائکہ ہیں اور سب سے پہلے شفیع نبی آخر الزماں شفیع المذنبین شفیع روز جزا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

اختیار شفاعت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا کہ آپ ﷺ نصف اُمت کی بخشش کروالیں یا ”اختیار شفاعت“ لے لیں تو آپ ﷺ نے ”اختیار شفاعت“ حاصل فرمالیا تاکہ ایمان والے جنت میں داخل کروائے جائیں اور کوئی جنت سے خارج نہ رہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اَنَا ابْنُ ابْنِ مَرْثَدَةَ رَضِيَ رَّبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَيَبْقَى الشَّفَاعَةُ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْءٌ ۝ ۱۳

”میرے پاس میرے رب (کریم) کی طرف سے ایک آنے والا آیا (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے) تو مجھے نصف اُمت جنت میں داخل کرنے یا ۱۳ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۰۰ مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۶۷۱ ترمذی حدیث نمبر ۲۳۳۱ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۳۱۱ مستدرک جلد ۶ ص ۲۳ کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۸۹۲۔

شفاعت کرنے میں سے ایک کو چن لینے کا اختیار دیا گیا۔ پس میں نے ”شفاعت“ کو پسند کیا اور یہ اُس کے لئے ہے جو اِس حالت میں مرا کہ اُس نے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ ۱۴ ”مجھے شفاعت دی گئی ہے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ ۱۵ ”جنت میں پہلا شفیع میں ہوں گا۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشْفَعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۱۶ ”قیامت کے دن میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا جانے والا ہوں گا۔“ یعنی سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشْفَعٍ وَلَا فَخْرَ ۱۷ ”میں تمام رسولوں (علیہم السلام) کا سربراہ ہوں مگر فخر یہ نہیں کہتا میں تمام انبیاء (کرام علیہم السلام) کا خاتم ہوں مگر فخر

۱۴ بخاری حدیث نمبر ۳۲۵ مسلم حدیث نمبر ۵۱ سنن نسائی حدیث نمبر ۳۳۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۷ مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۳۵ مستدرک جلد ۳ ص ۳۰۴ داری جلد ۲ ص ۲۲۴ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۱۲ مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۵۹ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۵ (طبع جدید) الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۳۳ ۱۵ مسلم حدیث نمبر ۱۹۶ مستدرک جلد ۳ ص ۱۴۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۷ مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۳۳ ۱۶ ترمذی حدیث نمبر ۳۲۱۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۷ مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۳۲ داری جلد ۱ ص ۳۶۹ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۰ ۱۷ داری جلد ۱ ص ۶۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۷ مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۵ کنز العمال جلد ۱ ص ۳۰۴ حدیث نمبر ۳۱۸۸۳ جلد ۱ ص ۳۳۶ حدیث نمبر ۳۲۰۵۵۔

نہیں کرتا اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا جانے والا ہوں مگر فرمیں کرتا۔“

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِصَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ ۱۸ ”میں روز قیامت تمام انبیاء کرام (علیہم السلام) کا امام اور خطیب ہوں گا اور صاحب شفاعت ہوں گا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شَفَاعَتِي لَا هَلَّ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي ۱۹ ”میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے۔“

پیغام شفاعت اور خبر غیب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: إِنَّ يَشْفَعُ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ أَنَا فَاعِلٌ ”یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تیری شفاعت کروں گا۔“ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں تلاش کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَطْلُبُنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ ”پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔“ (فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پل صراط پر نہ پاؤں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۱۸ ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۲ مسند احمد جلد ۵ ص ۱۳۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۷۶۷ مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۳۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۱۱ متدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۷۸ کنز العمال جلد ۱ ص ۳۰۶ حدیث نمبر ۳۱۸۹۸۔ ۱۹ ترمذی حدیث نمبر ۲۳۳۶ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۳۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۱۹۰ مجمع الزوائد ص ۳۷۸ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۹۸ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۶ تخفیف الجہد جلد ۳ ص ۱۳۰ کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۷۵۔ ۳۹۷۶ مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۷۰۔

فَاطِلُبُنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ ”پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا“ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) پھر میں نے عرض کیا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میزان پر نہ پاؤں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَاطِلُبُنِي عِنْدَ الْحَوْضِ ”پھر مجھے حوض کوثر پر تلاش کرنا۔“ فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ ۲۰ ”کیونکہ میں ان تینوں جگہوں کے علاوہ کہیں نہ ہوں گا۔“

حضرت عبداللہ بن ابی النضر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ ۲۱ ”میری امت کے ایک آدمی کی شفاعت سے قبیلہ بنو تميم سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: يُصَفُّ أَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ أَمَا تَعْرِفُنِي أَنَا الَّذِي سَقَيْتُكَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ أَنَا الَّذِي وَهَبْتُ لَكَ وَضُوءًا فَيُشَفِّعُ لَهُ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ ۲۲

”دو زنی لوگ صف بستہ (کھڑے) ہوں گے تو اہل جنت میں سے ایک آدمی وہاں سے گزرے گا تو ان میں سے ایک دو زنی کہے گا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ میں وہی ہوں جس نے آپ کو پانی پلایا تھا اور ایک اور دو زنی کہے گا کہ میں وہی ہوں جس نے وضو کیلئے پانی دیا تھا۔ یہ جنتی ان کی شفاعت کرے گا پس انہیں جنت میں داخل کر دے گا۔“

۲۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۹۵ ترمذی حدیث نمبر ۲۳۳۳ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۲۵ مرقاۃ جلد ۱ ص ۴۲۶۔ ۲۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۱ ترمذی حدیث نمبر ۲۳۳۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۱۶ متدرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۳۰۵۳۸ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۰۶۵ مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۷۲۔ ۲۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۰ مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۷۲ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۸۵ کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۵۔

صحیح بخاری شریف سے ”حدیث شفاعت“ جس میں رسول کریم ﷺ نے ”یہی خبر“ کے ذریعے امت کو آگاہ فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ”شفاعت“ کیلئے حاضر ہوں گے۔ بالآخر رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچیں گے رسول کریم ﷺ اللہ تبارک و تعالیٰ سے اذن حاصل کریں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: قُلْ تُسْمِعُ وَاشْفَعُ تُشْفَعُ وَسَلْ تُعْطَى ۲۳ کہیے آپ (ﷺ) کی بات سنی جائیگی شفاعت کیجئے قبول کی جائیگی مانگئے آپ (ﷺ) کو عطا فرمایا جائے گا۔ اس طویل حدیث شریف کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

انہی سے مروی ایک اور طویل حدیث شریف ہے جس میں رسول کریم ﷺ کا اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنے کا بیان ہے کہ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ”اے رب میری امت میری امت“ فرمایا جائے گا: اَنْطَلِقُ فَاُخْرِجُ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِیْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ ۲۳ ”اے نکال لیں جس کے دل میں رائی کے دانے سے کتر ایمان ہے چنانچہ میں جاؤں گا، اے آگ سے نکال لاؤں گا۔“

حدیث شفاعت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ مَا جَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ فَيَقُولُونَ اَدَمُ فَيَقُولُونَ اَشْفَعُ اِلٰی رَبِّكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَیْكُمْ بِاٰرَهِیْمَ فَاِنَّهُ خَلِیْلٌ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُونَ اِبْرَهِیْمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَیْكُمْ بِمُوسٰی فَاِنَّهُ كَلِمَةُ اللَّهِ فَيَاْتُونَ مُوسٰی فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ

۲۳ بخاری حدیث نمبر ۶۵۶۵، مسلم حدیث نمبر ۱۹۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۲۳۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۳۱۲، مسند احمد ۳/۲۳۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۷۷، مرقاة جلد ۱ ص ۲۲۸-۲۲۹، بخاری حدیث نمبر ۷۵۱۰، مسلم حدیث نمبر ۱۹۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۷۷، مرقاة جلد ۱ ص ۲۲۳۔

عَلَیْكُمْ بِعِیْسٰی فَاِنَّهُ رُوْحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَاْتُونَ عِیْسٰی فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَیْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَيَاْتُونِیْ فَاَقُولُ اَنَا لَهَا فَاَسْتَاذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فَيُؤْذَنُ لِیْ وَيُلْهِمُنِیْ مَحَامِدُ اَحْمَدَ بِهَا لَا تَحْضُرُنِیْ اِلَّا نَ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَآخِرُهُ سَاجِدًا فَيَقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمِعُ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعُ تُشْفَعُ فَاَقُولُ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَيَقَالُ اَنْطَلِقُ فَاُخْرِجُ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِیْرَةٍ مِنْ اِیْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْذُ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ آخِرُهُ سَاجِدًا فَيَقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمِعُ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعُ تُشْفَعُ فَاَقُولُ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَيَقَالُ اَنْطَلِقُ فَاُخْرِجُ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِیْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْذُ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ آخِرُهُ سَاجِدًا فَيَقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمِعُ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعُ تُشْفَعُ فَاَقُولُ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فَيَقَالُ اَنْطَلِقُ فَاُخْرِجُ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهِ اَذْنٰی اَذْنٰی اَذْنٰی مِثْقَالِ حَبَّةٍ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِیْمَانٍ فَاُخْرِجُهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْذُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ آخِرُهُ سَاجِدًا فَيَقَالُ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ قُلْ تُسْمِعُ وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعُ تُشْفَعُ فَاَقُولُ یَا رَبِّ اِنَّكَ لَیْسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَكِبَرِیَّائِیْ وَعَظَمَتِیْ لَا تُخْرِجُنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللَّهُ ۲۵

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے

فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ بعض بعض میں مخلوط ہوں گے (سب اولین

۲۵ بخاری حدیث نمبر ۷۵۱۰، مسلم حدیث نمبر ۱۹۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۷۷، مرقاة جلد ۱ ص ۲۲۳۔

وآخرین میدانِ حشر میں جمع ہوں گے تو لوگوں میں سخت پریشانی کی کیفیت ہوگی سارے لوگ تلاشِ شفیع میں پھریں گے جو حشر میں گرفتار ہلا ہیں وہ تو رہائی کے لئے شفیع ڈھونڈیں گے اور دوسرے لوگ رسائی کے لئے تاکہ حساب شروع ہو، ربّ ذوالجلال کا دیدار اور اس سے ہم کلامی نصیب ہو۔ پس وہ لوگ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اَشْفَعُ اِلٰی رَبِّکَ ”کہ اپنے رب سے ہماری سفارش کر دیجیے“ تاکہ ہمیں اس اضطراب پریشانی اور مصیبت سے چھٹکارا ملے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے لَسْتُ لَهَا وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِاَبْنِ اَهِمِّمْ فَاِنَّهُ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ ”یعنی میں اس کے لئے نہیں ہوں لیکن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جاؤ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے خلیل ہیں پھر وہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں گے اور اُن کے سامنے شفاعت کا اپنا سوال پیش کریں گے وہ بھی فرمائیں گے میں اس کام کے لئے نہیں ہوں وَلٰکِنْ عَلَیْکُمْ بِمُؤْمِنِی فَاِنَّهُ کَلِیْمُ اللّٰهِ ”لیکن تمہیں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانا چاہیے وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے کلیم ہیں۔ جنہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے بلا واسطہ ہمکلامی کا شرف بخشا ہے تو لوگ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور اپنی وہی عرض اُن کے سامنے رکھیں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں کہ میں اس کے لئے نہیں ہوں۔ تمہیں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جانا چاہیے۔ فَاِنَّهُ رُوحُ اللّٰهِ وَکَلِمَتُهُ ”کہ وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔“ یعنی اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُن کو انسانی پیدائش کے عام مقررہ اسباب کے بغیر صرف اپنے حکم سے پیدا کیا ہے اور اُن کو غیر معمولی قسم کی روح اور روحانیت بخشی ہے۔ لوگ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے اور اُن سے شفاعت کی درخواست کریں گے۔ وہ بھی دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح فرمائیں گے لَسْتُ لَهَا ”میں اس کام کے

لئے نہیں ہوں۔“ تمہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے محبوب امام الانبیاء ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونا چاہیے۔ چنانچہ مخلوق خدا بارگاہِ مصطفیٰ کریم ﷺ میں حاضر ہوگی۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ فَاَتُوْنِیْ فَقُوْلُ اَنَا لَهَا ”یعنی“ لوگ پھر میرے پاس آئیں گے (اور مجھے شفاعت کے لئے عرض کریں گے) تو میں کہوں گا ہاں! میں اس کام کے لئے ہوں۔“ اور یہ میرا ہی کام ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر میں اپنے ربّ کریم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کی اجازت مانگوں گا مجھے اجازت عطا فرمائی جائے گی۔ پھر اُس وقت اللہ ربّ العزت مجھے اپنی خاص حمد میں اپنی تعریف کے لئے الہام فرمائے گا جو ابھی میرے علم میں حاضر نہیں تو اُس وقت میں انہی الہامی محامد کے ذریعے ربّ ذوالجلال والاکرام کی حمد و ثنا کروں گا۔ ثُمَّ اَخْبَرْتُهُ مَسَاجِدًا ”پھر میں ربّ کائنات کے آگے سر بسجود ہو جاؤں گا۔“ اس کے بعد اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے ارشاد فرمایا جائے گا۔ ”يَا مُحَمَّدُ اِرْقِعْ رَاسَکَ وَقُلْ تَسْمَعُ وَتَسْمَعُ وَتَسْمَعُ تَشْفَعُ“ ”اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اپنے سر (انور) کو اٹھا لیں جو آپ (ﷺ) نے کہا ہے کہیں آپ (ﷺ) کی بات سنی جائے گی جو مانگنا ہے مانگیں آپ (ﷺ) کو عطا فرمایا جائے گا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ”میں بارگاہِ ربّ العزت میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب میری امت میری امت“ یعنی میری امت پر آج رحم فرمایا جائے اور میری امت کو بخش دیا جائے۔ پس مجھے فرمایا جائے گا اِنطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعْبِرَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاِنطَلِقْ فَاَفْعَلْ ”جائیے اور جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اُس کو نکال لیں۔“ چنانچہ ربّ ذوالجلال کے ارشاد مبارک کے بعد میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا جن کے دلوں میں جو کے برابر ایمان ہوگا اُن کو نکال لوں گا۔ بعد ازیں پھر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ کرم کی طرف لوٹوں گا پھر انہی الہامی تعریفی

کلمات سے رب کائنات کی حمد و ثناء کروں گا اور اللہ کریم کی جناب میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا پھر مجھے فرمایا جائے گا اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اپنا سر (مبارک) اٹھائیں آپ (ﷺ) کہیں آپ (ﷺ) کی بات سنی جائے گی آپ (ﷺ) مانگیں آپ (ﷺ) کو عطا فرمایا جائے گا اور شفاعت کریں شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ (ﷺ) فرماتے ہیں: **فَأَقْصُوا يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي** ”میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت“۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: جاییے اور جن کے دل میں ذرہ یا رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو ان کو بھی نکال لیں۔ رسول کریم (ﷺ) فرماتے ہیں میں جاؤں گا اور ایسا کروں گا یعنی جن کے دلوں میں ذرہ برابر یا رائی کے دانے کے برابر نور ایمان ہوگا ان کو بھی نکال لوں گا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ کرم کی طرف پھر لوٹوں گا اور پھر ان ہی الہامی تعریفی کلمات کے ذریعے اللہ جل شانہ کی حمد و ثناء کروں گا اور بارگاہ رب کائنات میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا پھر مجھ سے فرمایا جائے گا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اپنے سر (مبارک) کو اٹھائیے جو مانگنا چاہیں مانگیں آپ (ﷺ) کو عطا فرمایا جائے گا اور جو سفارش کرنا چاہیں کریں آپ (ﷺ) کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں پھر عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوگا: **إِنْ طَلِقَ فَاخْرُجْ مِنْ كُنَّ فِي قَلْبِهِ أَذْنِي مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ الْإِيمَانِ فَاخْرُجْهُ مِنَ النَّارِ** ”جاییے اور جس کے دل میں رائی کے دانہ سے کم سے کم کتر بھی ایمان ہے ان کو بھی دوزخ سے نکال لیں۔“ اس کے بعد چوتھی مرتبہ پھر بارگاہ رب ذوالجلال میں لوٹ کر آؤں گا اور ان ہی الہامی تعریفی کلمات سے رب کائنات کی حمد و ثناء کروں گا پھر اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے حضور سر بسجود ہو جاؤں گا پھر مجھے فرمایا جائے گا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اپنا سر (مبارک) اٹھائیے اور جو کہنا چاہتے ہیں کہیے آپ (ﷺ) کی بات سنی جائے گی اور جو آپ (ﷺ) مانگنا چاہتے ہیں مانگیں آپ (ﷺ) کو

عطا فرمایا جائے گا اور جو شفاعت کرنا چاہیں شفاعت کریں آپ (ﷺ) کی شفاعت قبول فرمائی جائے گی، آپ (ﷺ) فرماتے ہیں پھر میں عرض کروں گا **يَا رَبِّ اِنِّذْنِي لِيْ فَيَمُنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَكَ وَلَكِنْ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَانِيْ وَعَظَمَتِيْ لَا خُرْجَنَ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** ”اے میرے رب مجھے اُس کے متعلق اجازت عطا فرما جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) فرمائے گا یہ کام آپ (ﷺ) کا نہیں ہے لیکن مجھے میری عزت و جلال اور میری عظمت و کبریائی کی قسم میں خود دوزخ سے ان سب کو نکال لوں گا۔ جنہوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو۔“

یہ حدیث شریف صخر غیب ہے جو نبی کریم (ﷺ) نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے عطا کردہ علم غیب کی روشنی میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے ذریعے پوری امت کو عطا فرمائی ہے اس حدیث شریف میں جو کے برابر رائی کے دانہ کے برابر اور رائی کے دانہ سے کم سے کم تر دل میں ایمان کا جو ذکر فرمایا گیا ہے اس سے مراد نور ایمان اور ثمرات ایمان کے خاص خاص درجے ہیں جن کا ادراک ہمیں تو نہیں ہوتا لیکن نبی کریم (ﷺ) نور نبوت اور نور بصیرت سے دلوں میں دیکھ لیں گے۔ ایسے لوگوں کی شفاعت کر کے بخشش کروالیں گے۔ حدیث شریف کے آخری حصہ میں مذکور ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں اجازت دی جائے جنہوں نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہو۔ اس سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ کیونکہ صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا پڑھنا اسی وقت سود مند اور باعث نجات ہے جب مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) کو مان کر اقرار کیا جائے گا۔ شفاعت کی ترتیب سے یہ پتا چلتا ہے کہ جنہوں نے رسول کریم (ﷺ) کے فرمانے پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات وحدۃ لا شریک کا اقرار کر لیا لیکن عمل خیر سے خالی رہے کبھی کوئی نیک عمل نہ کیا ہوگا۔ دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت کا اعتقاد اور رسول کریم (ﷺ) کی تعظیم و توقیر کا اعتقاد رکھے رہا۔ ان کی شفاعت ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی دوسری روایت ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے اہل محشر کے حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہونے کا ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام اہل محشر کے لئے حساب اور فیصلہ کی بھی شفاعت فرمائیں گے جس کو ”شفاعت کبریٰ“ کہتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ والسلام شفاعت فرمائیں جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایات میں ہے۔ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یعنی ”سب سے پہلے میں شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت منظور ہوگی“۔

قیامت کے دن تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی خدمت میں حاضری اور اُن تمام کا شفاعت کرنے کے لئے اظہار معذوری یہ سب کچھ بجانب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے ہوگا کہ عملی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس شفاعت کا ”منصب اور مقام محمود“ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کے آخری نبی کریم محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے بہر حال اُس دن یہ سب کچھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان اور رفعت مقام کے اظہار کے لئے ہوگا۔

شفاعت واجب:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلٰوةُ الْقَائِمَةُ اَبْتِ مُحَمَّدٍ بِالْوَسِيْلَةِ وَالْفَضِيْلَةِ وَاَبْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ

”جو شخص اذان سنے (اور جواب دے) اور یہ دعا کرے: اَللّٰهُمَّ تَا

۲۶ بخاری جلد ۱ ص ۸۶ حدیث نمبر ۸۶۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۵۹ ابوداؤد حدیث نمبر ۵۲۹ ترمذی حدیث نمبر ۲۱۱ نسائی حدیث نمبر ۶۸۰ ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۲۲ مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۳۰۔

وَعَدْتُهُ تَوَاسُّسَ كَلِّ لِرَوزِ قِيَامَتِ مِيْرِي شَفَاعَتِ وَاجِبِ هُوْغِيْ“۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا سَمِعْتُمْ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةِ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَالَ لِيَ الْوَسِيْلَةِ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ ۚ

”جب تم موزن کی اذان سنو تو اُس کی مثل کہو جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود (شریف) بھیجو اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود (شریف) بھیجتا ہے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتا ہے پھر میرے لئے اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے وسیلہ طلب کرو کہ وہ وسیلہ جنت میں ایک مقام و درجہ ہے جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے بندوں میں سے ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے اُمید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں تو جو شخص میرے لئے اللہ (عز و جل) سے وسیلہ کا سوال کرے گا، اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

اُمّتی شفاعت کریں گے:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ يَشْفَعُ لِلْقِيَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ ۚ

۲۷ مسلم جلد ۱ ص ۱۶۶ حدیث نمبر ۳۸۳ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۵۷ مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۳۷ ابوداؤد حدیث نمبر ۵۲۳ ترمذی حدیث نمبر ۳۶۱۳ نسائی حدیث نمبر ۶۷۸ مسند احمد ۲ ص ۱۶۷۔

۲۸ ترمذی حدیث نمبر ۲۳۳۰ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۲ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۰۰ مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۷۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۳۷۔

”میری اُمت میں سے بعض وہ ہیں جو ایک جماعت کی شفاعت کریں گے بعض وہ ہیں جو ایک قبیلہ کی شفاعت کریں گے بعض ایک کنبہ کی شفاعت کریں گے بعض صرف ایک آدمی کی شفاعت کریں گے حتیٰ کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔“

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةٌ لَا نَبِيَّاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ ”قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی انبیاء کرام (علیہم السلام) پھر علماء (کرام) اور پھر شہداء (عظام)“

روزہ اور قرآن مجید شفیع:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَقُولُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفَعْنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفَعْنِي فِيهِ فَيُشَفَّعَانِ ۲۹

”رمضان (المبارک) اور قرآن (مجید) دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ ماہ رمضان المبارک (یعنی روزہ) کہے گا اے میرے رب بے شک میں نے اس بندے کو کھانے اور شہوت کی چیزوں سے دن کو روک رکھا تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ قرآن مجید کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے روکا میری شفاعت بھی اس کے حق میں قبول فرماتو دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔“

احادیث مبارکہ میں تین بیٹیوں دو بیٹیوں ایک بیٹی اور پیدائش سے پہلے جو بچہ گر جاتا ہے اس کی شفاعت کا بھی ذکر ہے۔

۲۹ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۲۳، مرتبہ جلد ۳ ص ۳۹۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۷۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۵۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۵۷۔

”دوسرا عنوان“

”قبر میں دفن شدہ لوگ نہیں سنتے۔“ (سنن وعین)

پہنٹ سے نقل بلا حفظ فرمائیں:

16۔ قبر میں دفن شدہ لوگ نہیں سنتے

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْ أَلِمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝﴾ (النحل: ۲۰-۲۱)

”اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کوئی چیز کیا خاک پیدا کریں گے جبکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ مردے ہیں زندہ نہیں، انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔“

﴿إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْكَلِمَاتِ وَلَا تَسْمَعُ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝﴾
”آپ ﷺ نہ تو مردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ ایسے بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جو پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہیں۔“ (النحل: ۸۰)

﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَالُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يُشَاءُ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۝﴾ (مائدہ: ۲۶)

”اور زندہ اور مراے برابر نہیں ہو سکتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور آپ ﷺ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔“

ناشر نے آیات مبارکہ کچھ لکھی ہیں جبکہ عنوان الٹ لکھ کر دیانت کا ثبوت نہیں دیا۔ پہلے نمبر پر سورۃ النحل کی آیت نمبر ۲۰ اور ۲۱ کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے ایک تو اس

کا عنوان سے کوئی تعلق نہیں دوسرے یہ لکڑی اور پتھر کے معبودوں کے بارے میں ہے۔
(صحیح ترجمہ:)"اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے؟"

دوسرے نمبر پر سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۰ کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں پورے مضمون کو بیان نہیں کیا گیا۔ پورا مضمون آیت نمبر ۸۰ اور ۸۱ دونوں کو ملا کر واضح ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۚ إِنَّ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۝

"بے شک آپ (ﷺ) کے سنائے نہیں سنتے مردے اور نہ آپ (ﷺ) کے سنائے بہرے پکار سنیں جب پیٹھ پھیر کر جاتے ہیں اور اندھوں کو گمراہی سے آپ (ﷺ) ہدایت کرنے والے نہیں آپ (ﷺ) کے سنائے تو وہ سنتے ہیں جو ہماری آیات (مبارکہ) پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔"

تفسیر قرطبی میں: الْمَوْتَىٰ سے مراد "الکفار" ہیں۔ ۱۔
محولہ بالا آیات مبارکہ دو بار قرآن مجید میں آئی ہیں۔ دوسرا مقام سورۃ الروم آیات نمبر ۵۲ اور ۵۳ ہے۔

دونوں آیات مبارکہ کو ملا کر پڑھنے سے مطلب واضح ہوتا ہے۔ ایمان والے سنتے ہیں جبکہ بے ایمان نہیں سنتے۔ محولہ بالا آیت مبارکہ میں مردوں سے کافر مراد ہیں جو بہرے بھی ہیں اور اندھے بھی ہیں۔ جیسا ایک مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝ (البقرہ: ۱۸)
"بہرے، گونگے، اندھے ہیں وہ لوٹ کر آنے والے نہیں ہیں۔" یعنی کافر چونکہ سنتے

۱۔ قرطبی جلد ۳ ص ۱۵۴ جلد ۷ ص ۳۱۔

بولنے اور دیکھنے کے باوجود مانتے نہیں تھے، اس لئے فرمایا: یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ الْكُفَّارُ شَبَّهُهُمْ بِالْمَوْتَىٰ لِعَدَمِ انْتِفَاعِ بِهِمْ بِتَسَامِعِ مَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ كَمَا شَبَّهُوا بِالْأَصَمِّ ۝

"کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مردوں کو قرآن پاک سنانے سے کوئی فائدہ نہیں (انہوں نے قرآن مجید کے وعظ سے کیا عمل کرنا ہے ہاں البتہ فوت شدہ مسلمانوں کو قرآن مجید کی برکات کا فائدہ حاصل ہوتا ہے) جب کہ آئندہ آیت مبارکہ میں کافروں کو بہرہ کہا گیا ہے۔

وَلَا تَسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝

"اور تمہارے سنائے بہرے پکار نہ سنیں جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔"

تفسیر قرطبی میں وَلَا تَسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ سے مراد ہے: الْكُفَّارُ

الَّذِينَ هُمْ بِمَنْزِلَةِ الصُّمِّ عَنْ قَبُولِ الْمَوَاعِظِ فَإِذَا أَدْعَوْا إِلَى

النَّخِيرِ آغْرَضُوا ۖ وَلَوْ أَنَّ كَانَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝

"کافر یعنی وہ لوگ جو بہروں کی طرح ہیں اور وعظ قبول کرنے سے محروم

ہیں جب انہیں خیر کی طرف بلایا جائے تو اعراض کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے

ہیں جیسا کہ انہوں نے سنا ہی نہیں۔"

تفسیر فتح القدیر میں ہے لَا يَسْمَعُونَ الْمَوَاعِظَ ۝ "وہ وعظ

و نصیحت نہیں سنتے۔"

تفسیر ضیاء القرآن میں زیر آیت مبارکہ تحریر ہے:-

"وہ لوگ جن کے دل مر چکے ہیں کفر و شرک پر پیہم اصرار کے باعث ان کی

عقل و فہم کے چراغ بجھ گئے ہیں اور کسی بات میں سنجیدگی اور متانت سے غور و فکر کی

صلاحیت دم توڑ چکی ہے۔" الصُّمُّ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے کان

۱۔ مظہری جلد ۳ ص ۱۳۱۔ ۲۔ قرطبی جلد ۳ ص ۱۵۴ جلد ۷ ص ۳۱۔ ۳۔ فتح القدیر جلد

بہرے ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنے گوش ہوش میں تعصب کی انگلیاں ٹھونس دی ہیں تاکہ انہیں حق کی صدا سنائی نہ دے۔“ یہاں اتنا یاد رکھیں کہ آیت مبارکہ میں اسماع (یعنی سنانے) کی نفی ہے سَمِعَ (یعنی سننے) کی نفی نہیں۔“
سورۃ النمل کی آیت مبارکہ کا یہ ترجمہ کرنا کہ مردے نہیں سنتے انکار حقیقت ہے اور سچ چھپانے کے مترادف ہے۔

کافر چونکہ سنی اُن سنی کر دیتے ہیں اس لئے محولاً بالہ آیت مبارکہ میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ یہ کافر آپ ﷺ کے سنانے سے نہیں سنتے بلکہ آپ ﷺ کے سنانے سے وہ سنتے ہیں جو ہماری آیات مبارکہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمان ہیں۔“

تیسرے نمبر پر جس آیت مبارکہ کا ترجمہ شائع کیا گیا ہے کہ ”اور زندہ اور مردے برابر نہیں ہو سکتے“ بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے اور آپ ﷺ اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔“

یہاں بھی مردوں سے مراد کفار ہیں جن کے دل مردہ ہیں جو لوگ اس آیت مبارکہ سے مردوں کے نہ سننے پر استدلال کرتے ہیں اُن کا استدلال غلط ہے چونکہ یہاں ”مردے“ کفار کو فرمایا گیا ہے اور اُن سے بھی مطلقاً ہر کلام کے سننے کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ چند موعظت اور کلام ہدایت کے بسم قبول سننے کی نفی ہے اور مراد یہ ہے کہ کافر مردہ دل ہیں کہ نصیحت سے متفع نہیں ہوتے۔ اس آیت مبارکہ کے معنی یہ بتانا کہ مردے نہیں سنتے بالکل غلط ہے۔ صحیح احادیث مبارکہ سے مردوں کا سننا ثابت ہے۔

میت سنتی ہے:

امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کے حصہ ”کتاب الجنائز“ میں ایک باب باندھا ہے: **بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفَقَ الْبَغَالِ** (ترجمہ) ”باب مردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے۔“

اہل حدیث یعنی (برغم خود) غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۹۵ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور) پر اس باب کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ”ابن جریر نے کہا امام بخاری نے یہ باب اس لئے قائم کیا کہ دفن کے آداب کا لحاظ رکھیں اور شور و غل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ سوتے آدمی کے ساتھ کرتے ہیں۔ مترجم کہتا ہے اس حدیث سے بھی سماع موتی ثابت ہوتا ہے جو ائمہ یث کا مذہب ہے۔“ (من وعین)

محولہ بالا عبارت کا آخری حصہ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ائمہ یث (المعرف وہابی) مردوں کے سننے کے قائل ہی نہیں شاید وحید الزماں اکیلے ہی اس بات کو مانتے ہوں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا باب باندھنے کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف نقل کی ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا:
إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى وَذَهَبَ عَنْهُ أَصْحَابُهُ حَسَىٰ أَنَّهُ لَيَسْمَعُ قُرْعَ نَعَالِهِمْ أَنَا مَلَكَانِ فَيَقْعِدَانِهُ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ ﷺ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ لَّهُ فَيَقَالُ لَهُ أَنْظِرْ إِلَى مَقْعِدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعِدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوْ الْمُنَافِقُ مَا يَفْقُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيَقَالُ لَا ذَرْبَ لَكَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصْبَحُ يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ ۝ ”جب آدمی قبر میں رکھ

۵۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۸ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)
تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۹۵ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور) مسند احمد جلد ۳ ص ۳۶۶-۳۶۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۸۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۳ مسند جلد ۲ ص ۳۸۶ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی) الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۶۳ (چھاپہ دارالحدیث القاہرہ) مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۲۲ (عربی کتاب) درمنثور جلد ۲ ص ۸۱ تفسیر البخاری جلد ۲ ص ۳۹۱ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۷۸-۲۷۹

دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں وہ اُن کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے۔ اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اُس کو بٹھاتے ہیں پوچھتے ہیں تو ان صاحب (حضرت محمد ﷺ) کے متعلق کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے بندے اور اُس کے رسول (ﷺ) ہیں پھر اُس سے کہا جاتا ہے 'دوزخ میں جو جگہ تھی اُس کو دیکھ لے اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے اس کے بدلے میں تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کا فر یا منافق (کجخت) فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ پھر اُس سے کہا جائے گا نہ تو نے خود غور کیا نہ عالموں کی بیرونی کی۔ پھر لوہے کے گرز سے اُس کے کانوں کے بیچ میں ایک مار لگائی جاتی ہے وہ ایک چیخ مارتا ہے کہ اُس پاس والی مخلوق آدمی اور جن کے سوا سن لیتی ہے۔'

امام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا حدیث شریف دوسری مرتبہ باب مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ (باب قبر کے عذاب کا بیان جلد ۱ ص ۱۸۳) میں نقل کی ہے۔ دونوں روایات کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے "کتاب الجنائز" کے باب عذاب قبر میں "سماع موقی" کی ایک اور حدیث شریف نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اُطْلِعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰی اَهْلِ الْقَلْبِ فَقَالَ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدْتُكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَقِيلَ لَهُ تَدْعُوْا اَمْوَاتًا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعُ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لَا يُجِيبُوْنَ ۚ "نبی کریم ﷺ نے اُندھے کنویں میں جھانکا (جس میں کفار مکہ کے مقتولین کو پھینکا تھا) فرمایا:

۱۔ تبصیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۳ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۸۳ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۱۶۱ حدیث نمبر ۱۰۳۲ (چھاپہ دار احیاء التراث العربی) مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۹۱ (چھاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت) الہدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۹۲ نسائی جلد ۱ ص ۲۹۳ مسلم جلد ۲ ص ۳۸۷ مستدرک جلد ۱ ص ۲۷۔

تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ تم نے پایا لوگوں نے عرض کیا آپ (ﷺ) مردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ اگر مردوں کو پکارنا شرک ہوتا تو آپ (ﷺ) نہ پکارتے۔

سماع موقی کے سلسلہ میں غزوہ بدر کا تفصیلی واقعہ:

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ٹاپاک (کرنے والے) کنویں میں پھینک دینے کا حکم فرمایا اور نبی کریم ﷺ کا یہ قاعدہ (مبارک) تھا جب کسی قوم پر غالب آتے تو تین راتیں انہی کے مقام میں گزارتے۔ بدر میں بھی تین دن رہے۔ تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے اونٹنی پر کجاوہ کسا گیا پھر آپ ﷺ چلے آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی چلے وہ سمجھے شاید نبی کریم ﷺ کسی کام کے لئے جا رہے ہیں۔ خیر! چلتے چلتے آپ ﷺ اُس کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہوئے اور قریش کے کافروں کو نام بنام آواز دینے لگے اُن کا نام لیتے اور اُن کے باپوں کا۔ فرماتے: اے فلاں فلاں کے بیٹے! اے فلاں فلاں کے بیٹے! اِیْسُرْکُمْ اَنْتُمْ اَطَعْتُمْ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ؟ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدْنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَكْلِمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَا اَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَاللّٰی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيْده مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعُ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ ۚ "اب تم کو یہ اچھا لگتا ہے کہ تم اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے رسول (ﷺ) کا فرمان مان لیتے۔ ہم سے تو جس ثواب اور اجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پایا۔ تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا تم نے وہ پایا یا

یہ بخاری کتاب المغازی جلد ۲ ص ۵۶۶ مستدرک جلد ۲ ص ۲۷ مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۹۶ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۹۷ نسائی جلد ۱ ص ۲۹۳۔

نہیں؟ (حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ) نے کہا یہ سن کر (امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی لاشوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں جان نہیں (بھلا یہ کیا سنیں گے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے میں جو باتیں کر رہا ہوں تم ان کو ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ انہی کے برابر سنتے ہو۔

محولہ بالا احادیث مبارکہ پر غیر مقلدین کے امام وحید الزماں نے اپنی قوم کو غور و فکر کی دعوت دی ہے اور ان کے تعصب اور تنگ نظری انکار حدیث پر زبرد تو بیخ کی ہے۔ موصوف کے تہرے من و عن پیش کئے جاتے ہیں۔

بدر کے مردودوں اور مشرکین و کفار کے مردوں سے گفتگو پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) ”اس حدیث سے صاف سماع موتی کا ثبوت ہوتا ہے (اہل حدیث اس پر متفق ہیں) اور جب سماع موتی ہوا تو حیات بھی ہوئی اگر حیات نہ ہوتی تو عذاب قبر کس پر ہوگا۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۳) [بریکٹ والی عبارت بھی اس تبصرہ کی ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ الحمد للہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ اور بخاری شریف کا انکار کرتے ہوئے سماع موتی کا انکار کرتے ہیں۔]

(۲) ”مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بے شمار حدیثیں اس باب میں وارد ہیں جن کو امام سیوطی نے ”شرح الصدور“ میں نقل کیا ہے اگر مردے سنتے نہ ہوتے تو پھر قبروں پر جا کر سلام کیوں شروع ہوتا۔“ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۵۰)

(۳) ”مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف اداء الحمدیث ہونے کے سماع موتی کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے منکر نکیر چونکہ آنے والے ہوتے ہیں لہذا روح اُس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اُسے یا روا دوسری احادیث کو کیا کرو گے کہ جب

جنازہ اٹھاتے ہیں تو اگر نیک مردہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور جب مردے کا بات کرنا حدیث سے ثابت ہوا تو سماع کے انکار کی کیا وجہ ہے اگر یہ لوگ امام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب ”شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور“ دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ سماع موتی کا انکار بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تعصب سے بچائے۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۵ من و عن)

قبروں والوں کو سلام:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: **مَرَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِقَبْرِ الْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآخِرِ ۝** ”نبی (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ (منورہ) میں کچھ قبروں پر سے گزرے تو ان کی طرف اپنا چہرہ (مبارک) فرمایا اور پھر فرمایا: ”اے قبروں والو! تم پر سلام ہو اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہم سے اگلے ہو (پیشرو ہو پہلے گزر گئے ہو) اور ہم تمہارے پیچھے ہیں۔“ (یعنی تم ہم سے پہلے چلے گئے ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں)۔

مسئلہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبور کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوتے کہ زیارت قبور کے وقت اس طرح کھڑے ہونا چاہئے۔

قبرستان جانے اور وہاں سلام کرنے کا طریقہ:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں

۵ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳ دارمی جلد ۱ ص ۳۳ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۸۸ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۷۲۰ کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۵۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۱۲۲-۳۱۱۲۱-۳۱۱۲۰ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸۹ البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۲

سکھاتے تھے کہ وہ جب قبرستان جانے کے لئے نکلیں تو کہیں: اَلْسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاَنَا اِنْشَاءُ اللّٰهُ بِکُمْ لَا حِقْقُوْنَ نَسْأَلُ اَنْتُمْ لَنَا فَرْطٌ وَنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ نَسْأَلُ اللّٰهُ الْعَافِیَةَ وَ”اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو! انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔“

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا قبرستان جا کر پہلے سلام کرنا پھر قبرستان والوں سے گفتگو کرنا سنت ہے۔ اس کے بعد دُعا و استغفار کے ذریعے اہل قبور کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا مردے باہر والوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں ورنہ انہیں سلام جائز نہ ہوتا۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ اَخْرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيعِ: ”رسول کریم ﷺ کا طریقہ مبارک تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف فرما ہوتے تو آپ ﷺ آخر رات میں (جنت) البقیع کی طرف نکل جاتے اور فریقوں پھر فرماتے: اَلْسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارُ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَنَا کُمْ مَا تُوَعَّدُوْنَ غَدًا مُّوَجِّلُوْنَ وَاَنَا اِنْشَاءُ اللّٰهُ بِکُمْ لَا حِقْقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَاهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ“ اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو! تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اسی بقیع غرقہ والوں کو بخش دے۔“

مذکورہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رات کے

۹۔ مسلم جلد ۱ ص ۳۱۳ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۳۷ مسند احمد جلد ۵ ص ۳۵۳-۳۶۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۹ کتاب السنن حدیث نمبر ۵۸۹ شرح السنہ جلد ۳ ص ۳۰۴-۳۰۵ مسلم جلد ۱ ص ۳۱۳ شرح السنہ جلد ۳ ص ۳۰۶

آخری حصہ میں بقیع تشریف لے جاتے اور زیارت قبور فرماتے۔ اس دُعا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَاهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ کی وجہ سے بعض مومن بقیع میں دفن ہونے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ اس خصوصی دُعا میں وہ بھی شامل ہو جائیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زیارت قبور کی اجازت:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت ہے فرماتی ہیں: کَیْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَغْنِیْ فِیْ زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں؟“ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: یوں کہا کرو: اَلْسَّلَامُ عَلَیْ اَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَخِرِیْنَ وَاَنَا اِنْشَاءُ اللّٰهُ بِکُمْ لَا حِقْقُوْنَ“ ”مومنوں مسلمانوں کے گھر والوں پر سلام ہو! اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہمارے اگلے پچھلوں پر رحم فرمائے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔“

ابن قیم الجوزی نے ”کتاب الروح“ میں لکھا: هَذَا خِطَابٌ لِّمَنْ یَسْمَعُ وَیَعْقِلُ وَلَوْ لَا ذَٰلِكَ لَکَانَ هَٰذَا الْخِطَابُ بِمَنْزِلَةِ خِطَابِ الْمَغْدُوْمِ وَالْجَمَادِ ۱۲ ”اس قسم کا خطاب اُس سے کیا جاتا ہے جو سنتا اور سمجھتا ہو ورنہ یہ خطاب ایسا ہوگا جیسا معدوم اور جمادات سے ہوتا ہے“ (جو صحیح نہیں ہے)۔

ابن قیم الجوزی نے مزید لکھا ہے:

وَالسَّلَفُ مُجْمَعُونَ عَلٰی هَٰذَا وَقَدْ تَوَاتَرَتْ الْاَثَارُ عَنْهُمْ بِأَنَّ ۱۱۔ مسلم جلد ۱ ص ۳۱۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۹ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۳۳ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۶۰ مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۶۱۹۹ فتح الباری جلد ۵ ص ۹ کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۵۲-۱۲ کتاب الروح ص ۵

الْمَيِّتَ يَعْرِفُ زِيَارَةَ الْحَيِّ لَهُ وَيَسْتَبْشِرُ بِهِ ۱۳ "اسلاف کا اس پر اتفاق ہے کہ مردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں اور ان سے خوش ہوتے ہیں۔"

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں: كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتَی الَّذِیْ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنِّیْ وَاِضْعُ ثَوْبِیْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِیْ وَاَبِیْ فَلَمَّا دُفِنَ عَمْرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهُ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلٰی لُبَابِیْ حَيَاءً مِنْ عَمْرِ ۱۴ "میں اپنے گھر میں جس میں رسول کریم ﷺ مدفون ہیں یوں چادر اوڑھے چلی جاتی تھی اور میں کہتی تھی ایک میرے شوہر اور ایک میرے والد ہیں پھر جب (امیر المؤمنین) حضرت (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) دفن ہو گئے تو اللہ (ﷻ) کی قسم (امیر المؤمنین) حضرت (سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) سے شرم کے باعث بغیر کپڑے اپنے اس مقام پر نہ گئی۔"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ میت قبر کے اندر سے باہر والوں کو دیکھتی ہے اور انہیں جانتی پہچانتی ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) سے اُن کے وصال کے بعد شرم و حیا فرما رہی ہیں۔ اگر صاحب قبر باہر کی چیز نہ دیکھے تو اس حیا فرمانے کے کیا معنی؟ ہاں! قبر کی مٹی تختے وغیرہ تو میت کی آنکھوں کے لئے حجاب نہیں بن سکتے مگر قدرت الہی سے زائر کے جسم کا لباس اُن کے لئے آڑ ہے۔ لہذا میت کو زائر تک دکھائی نہیں دیتا، مگر اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وہاں چادر اوڑھ کر جانے کا کیا معنی تھا؟

قبر سے سورۃ ملک کی تلاوت کی آواز:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: ضَرَبَ بَعْضُ اصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ خَبَاءَهُ عَلٰی قَبْرِیْ وَهُوَ لَا یَحْسِبُ اَنَّهُ قَبْرٌ فَاِذَا فِیْهِ اِنْسَانٌ یَقْرَأُ سُورَةَ الْمَلٰٓئِکَةِ حَتّٰی خَتَمَهَا فَاتٰی النَّبِیُّ ﷺ ۱۵ کتاب الروح ص ۵۔ ۱۶ مشکوٰۃ ص ۱۵۴۔ مرقاۃ جلد ۲ ص ۲۲۲۔ مرآۃ جلد ۲ ص ۵۲۷۔

ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰی الْمَانِعَةُ هٰی الْمُنَجِّیَةُ تُنَجِّیْهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۱۵ "ایک صحابی (رضی اللہ عنہ) نے کسی قبر پر اپنا خیمہ لگا لیا اور انہوں نے خیال نہ کیا کہ یہاں قبر ہے۔ انہوں نے سنا کہ قبر کے اندر کوئی سورۃ ملک پڑھ رہا ہے۔ جب وہ پوری سورۃ ملک پڑھ چکا تو وہ صحابی (رضی اللہ عنہ) (حضور) نبی (کریم ﷺ) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ بیان کیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا یعنی سورۃ الملک یہ مانع ہے۔ یہ عذاب سے نجات دلانے والی ہے یہ عذاب قبر کو روکنے والی ہے اور بچانے والی ہے۔"

میت بولتی ہے:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری شریف کی "کتاب الجنائز" میں ایک باب باندھا ہے۔ بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلٰی الْجَنَازَةِ قَدْ مُوْنٰی ۱۶ وحید الزماں جو غیر مقلدین کے امام ہیں انہوں نے اس باب کا ترجمہ کیا ہے "باب نیک میت کھات پر سے ہی کہتی ہے مجھے آگے لے چلو۔" (جلد و فتاویٰ) اسی طرح "کتاب الجنائز" میں ایک اور باب باندھا ہے: بَابُ کَلَامِ الْمَيِّتِ عَلٰی الْجَنَازَةِ "باب: میت کا کھات پر بات کرنا۔" ایک اور باب باندھا ہے حَمَلُ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُونَ النِّسَاءِ "باب: جنازہ مرد اٹھائیں نہ کہ عورتیں" پہلے باب میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن یوسف کی سند سے دوسرے باب میں حضرت قتیبہ بن سعید کی سند سے اور تیسرے باب میں حضرت عبدالعزیز بن عبداللہ کی سند سے حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وُضِعَتْ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدْ مُوْنٰی قَدْ مُوْنٰی

وَإِنْ كُنَّا نَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَدِيقٌ
اس عبارت کا ترجمہ وحید الزماں اس طرح کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب مردہ کھاٹ پر رکھا جاتا ہے پھر مرد اُس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے ”مجھے آگے لے چلو“ ”مجھے آگے لے چلو“ اور اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے ”ہائے خرابی مجھے کہاں لئے جاتے ہو؟“ اس کی آواز ہر ایک مخلوق سنتی ہے صرف ایک انسان ہی نہیں سنتا سنے تو بے ہوش ہو جائے۔“ (اگر انسان میت کی آواز سن لیں تو اس کی بیعت سے بے ہوش ہو جائیں اور یہ بعید نہیں کہ مرجائیں)۔

اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے وحید الزماں لکھتے ہیں: ”مارے دہشت کے دم نکل جائے یہ بھی اللہ کی حکمت ہے اگر آدمی بھی اس کی آواز سنتے تو پھر ایمان بالغیب نہ رہتا۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۸۷ من وعین) مگر افسوس کہ الحمد للہ میت کے نہ تو سننے کے قائل ہیں اور نہ ہی بولنے کے۔

حدیث شریف میں ہے۔ إِذَا وَضِعَتِ الْجَنَازَةُ اس عبارت میں یہ احتمال ہے کہ جنازہ سے مراد ”نفس میت اور وضع سے مراد اُس کو چار پائی پر رکھنا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ جب چاہے میت میں نطق (بولنے کی قوت) پیدا کر دے اور وہ قائل کی زبان سے بولے (نطق کرے)۔ قَلْبُهُ مُؤْمِنٌ کا مطلب یہ ہے کہ میرے نیک اعمال کے ثواب کے لئے مجھے آگے لے چلو اور حدیث شریف میں ”يَسْمَعُ“ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میت کا بولنا حقیقت پر مبنی ہے مجاز نہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب چاہے میت میں بولنے کی طاقت پیدا کر سکتا ہے اور کافر اور منافق یہ جانتا ہے کہ اُس نے کوئی نیک کام نہیں کیا اور اُس کا آگے جانا مصائب اور بلیات میں داخل ہونا ہے۔ اس لئے وہ آگے جانے کو برا جانتا ہے اور واوایلا کرتا ہے اور

اُس کا یہ واوایلا اگر انسان سن لیں تو اُس کی دہشت سے بے ہوش ہو جائیں۔“
محولہ بالا حدیث شریف حاشیہ میں درج کتابوں میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

ایسی ہی ایک اور حدیث شریف ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُس حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں فرماتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا وَضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلَى سَرِيرَةٍ قَالَ قَدِمُونِي قَدِمُونِي وَإِذَا وَضِعَ الرَّجُلُ يَغْنِي الشُّوءَ عَلَى سَرِيرَةٍ قَالَ يَا وَيْلَتِي أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِي؟ ۱۸ ”میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جب نیک بندہ چار پائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے لے چلو مجھ کو لے چلو مجھ کو اور جب برا آدمی چار پائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے خرابی ہو کہاں لئے جاتے ہو مجھ کو؟“ (ترجمہ از وحید الزماں غیر مقلد نسائی مترجم جلد ۱ ص ۶۲۳ من وعین) چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور۔

محولہ بالا احادیث مبارکہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ”میت بولتی ہے“ وحید الزماں نے درست لکھا ہے کہ اس کا تعلق ایمان بالغیب سے ہے۔ اگر آدمی بھی اُس کی آواز سنتے تو پھر ایمان بالغیب نہ رہتا سب مومن ہو جاتے یہ منشاء خداوندی کے خلاف ہے۔ دوزخ اور بہشت دونوں کو آباد کرنا منظور ہے۔ (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۲ ص ۲۸۳ چھاپہ تاج کنبی لاہور)۔

۱۔ مسند احمد جلد ۳ ص ۵۸ (چھاپہ دار الفکر بیروت) ۲۔ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۱ (چھاپہ دار المعرفۃ بیروت) ۳۔ شرح السنن للبیہقی جلد ۳ ص ۲۳۲ (چھاپہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) ۴۔ نسائی جلد ۱ ص ۲۷ (نور محمد کارخانہ تجارت کتب خانہ آرام باغ کراچی) ۵۔ مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ص ۱۳۲ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی) ۶۔ تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۱۸۳ ۷۔ نسائی جلد ۱ ص ۲۷ ۸۔ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۱ ۹۔ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۱ ۱۰۔ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۷ شرح معانی الآثار جلد ۱ ص ۳۷۸ (چھاپہ تصویر بیروت)۔

درست فرمایا نہ ماننے والوں کے لئے دوزخ کو بھی تو آباد کرنا ہے۔ اب پڑھنے والے خود فیصلہ کر لیں۔ انہوں نے جنت کو آباد کرنا ہے یا دوزخ کو پسند اپنی اپنی اختیار اپنا اپنا۔

میت پہچانتی ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَعْرِفُ مَنْ يُحْمِلُهُ وَمَنْ يُغْسِلُهُ وَمَنْ يَذْلِيهِ فِي الْقَبْرِ** ۱۹ "میت اُسے پہچانتی ہے جو اُسے اٹھاتا ہے اور جو اُسے غسل دیتا ہے اور جو اُسے قبر میں اتارتا ہے"۔ اور حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: **وَإِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ فَمِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يَرَاهُ عِنْدَ غَسْلِهِ وَعِنْدَ حَمْلِهِ حَتَّى يَصِلَ إِلَى قَبْرِهِ** ۲۰ "جب آدمی مر جائے تو جو لوگ اُسے غسل دیتے ہیں اور اُس کو اٹھاتے ہیں تمام لوگوں کو وہ دیکھتا ہے حتیٰ کہ وہ قبر میں پہنچ جائے۔"

مردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا:

ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ وَيَجْلِسُ عِنْدَهُ إِلَّا اسْتَأْنَسَ وَرَدَّ عَلَيْهِ حَتَّى يَقُومَ** ۲۱ "جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت پر پہنچتا ہے تو وہ اُس سے اُس حاصل کرتا ہے اور اُس کی باتوں کا جواب دیتا ہے۔"

(۲) ابن ابی الدنیا اور امام تہجدی رحمہما اللہ تعالیٰ نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ

۱۹ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۱ عمدة القاری شرح بخاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۱۰ تہذیب البخاری جلد ۲ ص ۲۳۷ مسند احمد جلد ۳ ص ۳ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۳-۴۲۳۴-۴۲۳۵ عمدة القاری شرح بخاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۱۰ تہذیب البخاری جلد ۷ ص ۴۳۷-۴۳۸ شرح الصدور ص ۱۹۶ کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص ۱۳۵

سے روایت کی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: **إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ يَعْرِفُهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَعَرَفَهُ وَإِذَا مَرَّ بِقَبْرِ لَا يَعْرِفُهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ** ۲۲ "جب کوئی مسلمان اپنے متعارف شخص کی قبر پر سے گزرتا ہے اور اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُس کو جواب دیتا ہے نیز اُسے پہچان کر سلام کرتا ہے اور اگر ایسی قبر پر سے گزرتا ہے جس کو نہیں پہچانتا مگر اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُسے بھی جواب دیتا ہے۔ نیز ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں یہ روایت بیان کی ہے اور ابن عبد اللہ علیہ الرحمہ نے "کتاب الاستعداد" میں اور "تمہید" میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی روایت بیان کی ہے۔ ابن قیم الجوزی نے "کتاب الروح" میں لکھا ہے۔

ابن عبد البر علیہ الرحمہ سے روایت ہے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُرُّ عَلَى قَبْرِ أَخِيهِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيَسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رَوْحَهُ حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ۲۳ "جو مسلمان کسی ایسے مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے وہ زندگی

میں جانتا تھا اور اُس پر سلام کرتا ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُس کی روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔"

صاحب مشکوٰۃ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ بحوالہ صحیح مسلم "کتاب الجنائز" کے باب "ذَفْنُ الْمَيِّتِ" کی تیسری فصل میں نقل فرمایا ہے فرماتے ہیں:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے فرزند سے بحالت موت فرمایا:

۲۲ شرح الصدور ص ۱۹۶ کتاب الروح ص ۱۳۵-۱۳۶ کتاب الروح ص ۵ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۵

إِذَا أَنَامْتُ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةٌ وَلَا نَارٌ فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشَبُّوا عَلَيَّ الشَّرَابَ هُنَا نَمُّ أَقْسَمُوا حَوْلَ قَبْرِى قَدَرُ مَا يُنَحْرُ جُزُورٌ وَيُقَسَّمُ لَحْمُهَا حَتَّى اسْتَبَسَّ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أَرَا جَعُ بِهِ رُسُلَ رَبِّى؟“ ۲۴

”جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ آگ جب تم مجھے دفن کر لو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے ارد گرد اس قدر یعنی اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت تقسیم کیا جائے تاکہ تم سے مجھے اُنس ہو اور جان لوں کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟“

دفن کے متعلق مسائل:

ایک یہ کہ قبر پر مٹی آہستگی سے ڈالی جائے کیونکہ ”شن“ آہستہ مٹی ڈالنے کو کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ دفن کے بعد قبر کے آس پاس حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا سنت ہے۔ تیسرے صاحب قبر حاضرین کو جانتا پہچانتا ہے اور اُن کی موجودگی میں اُس کی وحشت قبر دور ہوتی ہے اُنس حاصل ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ حاضرین کا میت کو بعد دفن تلقین کرنا یعنی کلمہ تکبیر یا شہید بنا کر اُسے سوالات تکبیرین کے جوابات بتانا سنت ہے۔

مرنے کے بعد کلام:

حضرت زید بن حارثہ ؓ کا واقعہ:

ان کا نسب یوں ہے: زید بن ثابت بن ضحاک بن حارثہ بن ثعلبہ انہی کو ابن خارجہ خزرجی انصاری ؓ کہتے ہیں۔ یہ ابن مندہ نے ”ذکر الصحابة“ میں بیان کیا ہے لیکن ٹھیک یہ ہے کہ زید بن خارجہ بن ابی زبیر الانصاری الخزرجی ؓ مکتوبہ ص ۱۴۹ مرآۃ جلد ۱ ص ۱۴۹ مسلم جلد ۱ ص ۶۱ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۹۸ کتاب الروح ص ۱۱

(ؓ) ہیں۔“

شَهِدَ بَدْرًا تُوَفَّى فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَهُوَ الَّذِي تَكَلَّمَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَهُ أَبُو نَعِيمٍ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَقِيلَ بَلْ هُوَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

”بدر میں شامل ہوئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عثمان (ذوالنورین ؓ) کی خلافت میں وفات پائی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے وفات کے بعد بھی گفتگو کی ہے جیسا کہ ابو نعیم اور ابن عبد البر (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بعد مرگ کلام کرنے والے خارجہ بن زید ؓ تھے مگر قول اول صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

محولہ بالا واقعہ ابن تیمیہ صاحب کے شاگرد ابن قیم الجوزی نے اپنی کتاب ”جلاء الافہام“ میں لکھا ہے۔ جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (چھاپہ دار المکتب العلمیۃ بیروت) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۲ (چھاپہ مکتبۃ المکتبی القاہرہ) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ بالجامعہ البغدادیہ گلیبرگ فیصل آباد) کتاب تہذیب الجہد ص ۳۵۳ (چھاپہ دار الفکر بیروت)

مذکورہ بالا روایت کا ترجمہ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب غیر مقلد کی ترجمہ شدہ کتاب ”الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام“ ص ۱۵ (چھاپہ ادارہ ضیاء الحدیث مدنی روڈ مصطفیٰ آباد لاہور) سے من وعن پیش کیا گیا ہے۔

میت کو دفنانے کے بعد وصیت:

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ؐ نے

فرمایا:

إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ مِّنْ إِخْوَانِكُمْ فَسَوِّتُمْ عَلَيْهِ الشَّرَابَ فَلْيَقُمْ أَحَدُكُمْ عَلَى رَأْسِ الْقَبْرِ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ، فَإِنَّهُ

يَسْمَعُ وَلَا يُجِيبُ ثُمَّ يَقُولُ يَا فَلَانُ ابْنُ فَلَانَةَ يَسْتَوْى قَاعِدًا ثُمَّ يَقُولُ يَا فَلَانُ ابْنُ فَلَانَةَ فَإِنَّهُ يَقُولُ ارْشِدْنَا رَحِمَكَ اللَّهُ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ فَلْيَقُلْ أَذْكَرَ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنْتَ رَضِيتَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا فَإِنْ مُنْكَرًا وَنَكِيرًا يَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ وَيَقُولُ: انْطَلِقْ بِسَامَا نَفْعُكَ عِنْدَ مَنْ لَقِنَ حُجَّتَهُ فَيَكُونُ اللَّهُ حَاجِبَهُ ذُوْنَهُمَا قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَإِنْ لَمْ يَعْرِفْ أُمَّهُ؟ قَالَ يَنْسِبُهُ إِلَى حَوَاءَ يَا فَلَانُ بْنُ حَوَاءَ ۲۵

”جب تم میں سے کوئی مر جائے اور تم اُس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے اے فلاں ابن فلاں (اس موقع پر خصوصی طور پر ماں کی طرف نسبت کی جائے گی جبکہ قیامت کے دن والد کے نام پر پکارا جائے گا) مردہ یہ بات سنے گا لیکن جواب نہیں دے گا پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے تو وہ اُنھ کر بیٹھ جائے گا پھر ایسے ہی پکارے تو کہے کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) تجھ پر رحم فرمائے مجھے ہدایت کی بات بتا لیکن تم اُس کی آواز نہ سن سکو گے تو باہر والے کو وہی کلمہ کہنا چاہئے کہ وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو یعنی اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو اپنا رب مانا اور اسلام کو دین اور حضرت محمد ﷺ کو نبی ﷺ اور قرآن مجید کو امام مان لیا ہے کیونکہ ایسا کہنے پر منکر تکبر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے کہ جس کو اس کی حجت بتادی گئی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ

۲۵ شرح الصدور ص ۱۰۸ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۹۸ التلخیص الخیر جلد ۲ ص ۱۳۵ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۲۳ جلد ۴ ص ۳۵ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۴۰۶-۴۲۴۳۳

ہی اُس سے پوچھ کچھ کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر کسی کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اُسے جناب حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کر دے گا اور کہے ”اے فلاں بن حواء۔“

قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر وصیت کرنا:

ابن مندہ علیہ الرحمہ نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان فرمایا ہے:

إِذَا مِتُّ فَلْيَنْتَشِمُونِي فَلْيَقُمْ إِنْسَانٌ عِنْدَ رَأْسِي فَلْيَقُلْ يَا صَدِي ابْنُ عَجَلَانَ أَذْكَرَ مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ۲۶

”جب میں مر جاؤں اور تم مجھے دفن کر چکو تو ایک شخص میری قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے ”اے صدی بن عجلان اُس کلمہ کو یاد کرو جو تم دنیا میں پڑھتے تھے“ یعنی اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ)۔“

قبر بنانے کے بعد کیا کہنا چاہئے؟

حضرت سعید بن منصور نے راشد بن سعد سے اور ضمہ بن حبیب سے اور حکیم بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ:

إِذَا سَوَى عَلَى الْمَيِّتِ قَبْرَهُ وَانْصَرَفَ النَّاسُ عَنْهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُقَالَ لِلْمَيِّتِ عِنْدَ قَبْرِهِ يَا فَلَانُ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَلَا تَمْرَأَتَ يَا فَلَانُ قُلْ رَبِّي اللَّهُ وَدِينِي الْإِسْلَامُ وَنَبِيِّ مُحَمَّدٍ ﷺ ثُمَّ يَنْصَرِفُ ۲۷

”جب میت کی قبر بن چکے اور لوگ وہاں سے جانے لگیں تو یہ کہنا مستحب

۲۶ درمنثور جلد ۵ ص ۳۹ شرح الصدور ص ۱۰۹-۱۱۰ درمنثور جلد ۵ ص ۳۹ شرح الصدور ص ۱۰۹-۱۱۰

ہے کہ اُس وقت میت سے کہا جائے ”اے فلاں تین مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہو اور (یہ کہ) اے فلاں کہہ میرا رب اللہ (جل جلالہ) ہے اور میرا دین اسلام ہے اور حضرت محمد ﷺ میرے نبی ﷺ ہیں پھر آجائیں“

حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے:

إِنَّ ابْنَ مَسَاٍ خَرَجَ فِي جَنَازَةٍ فِي يَوْمٍ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ خِفَافٌ فَانْتَهَى إِلَى قَبْرِ: قَالَ: فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ انْكَأْتُ عَلَيْهِ فَوَاللَّهِ إِنَّ قَلْبِي لَيَقْطُانُ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ الْقَبْرِ: إِلَيْكَ عَنِّي لَا تُؤْذِنِي فَإِنَّكُمْ قَوْمٌ تَعْمَلُونَ وَلَا تَعْلَمُونَ وَنَحْنُ قَوْمٌ نَعْلَمُ وَلَا نَعْمَلُ وَلَا نَكُونُ لِي مِثْلٌ رَكَعَتَيْكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا فَهَذَا قَدْ عَلِمَ بِاتِّكَاءِ الرَّجُلِ عَلَى الْقَبْرِ وَبِصَلَاتِهِ ۲۸

”ایک روز (حضرت) ابن مساس (رحمہ اللہ تعالیٰ) ایک جنازے کے ساتھ تھے معمولی کپڑے پہن رکھے تھے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر میں اُس سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اللہ کی قسم میرا دل بیدار تھا۔ قبر سے آواز آئی یہاں سے ہٹ جاؤ مجھے دکھ نہ دو۔ تم لوگوں کو عمل کا موقع حاصل ہے مگر یہاں کے حالات سے بے خبر ہو اور ہمیں حالات سے آگاہی ہے مگر عمل سے مجبور ہیں مجھے تمہاری جیسی دو رکعتیں فلاں فلاں چیز سے زیادہ پیاری ہیں۔“

ابن قیم جوزی لکھتے ہیں:

”دیکھ اس قبر والے کو معلوم ہو گیا کہ کوئی شخص اُس کی قبر سے ٹیک لگائے ہوئے ہے اور اُس کی نماز کا بھی علم ہو گیا۔“

”تیسرا عنوان“

”تمام قوتوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے“

پہلاٹ سے نقل ملاحظہ فرمائیں:

2۔ تمام قوتوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے

﴿إِنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا﴾ (البقرہ: ۱۶۵)

”ہے اللہ ہی تمام قوتوں کا مالک ہے۔“

﴿لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ﴾ (الکہف: ۳۹)

”اللہ کی توفیق کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں۔“

قرآن مجید فرقان حمید اللہ تبارک و تعالیٰ کی آخری سچی اور آفاقی کتاب لا ریب ہے۔ اس کی کوئی آیت مبارکہ دوسری آیت مبارکہ سے نہیں ٹکراتی بلکہ ایک آیت مبارکہ دوسری آیت مبارکہ کی تشریح و وضاحت کرتی ہے۔ جو لوگ قرآن مجید کی آیات مبارکہ کے ذریعے امت مسلمہ میں اختلاف کا راستہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنے حق میں بہتر نہیں کرتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرمایا ہے: اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۱۵۱ ”کیا تم قرآن (مجید) میں غور نہیں کرتے اگر یہ اللہ (ﷻ) کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر ہوتا۔“

اگر کوئی شخص قرآن مجید پڑھ کر اختلاف بیان کرتا ہے تو یہ اختلاف بیان کرنے والے کی خطا ہے۔ قرآن مجید اختلافات سے مبرا و منزہ کتاب ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک قوم کو سنا کہ قرآن (مجید) میں جھگڑا کر رہی ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهَذَا صَرَبُوا كِتَابَ اللَّهِ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ اِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللَّهِ يُصَدِّقُ

بَعْضُهُ بَعْضًا فَلَا تُكْذِبُوا بَعْضُهُ بَعْضًا فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكَلِمَةُ إِلَى عَالِمِهِ ۚ ” تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک و برباد ہوئے کہ انہوں نے کتاب اللہ کے ایک حصے کو دوسرے حصے کے ساتھ ملگرایا (اس میں تناقص پیدا کیا) تو تم لوگ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی کتاب سے ایک حصے کی دوسرے حصے سے تکرید نہ کرو جس چیز کا تمہیں علم ہوا اسے بیان کرو اور جو نہیں جانتے اُسے اُس کے عالم کے حوالے کر دو۔“

واقعہ:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں خوارج کی جماعت نے جنم لیا۔ انہوں نے قرآن مجید پڑھ کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح کے معاہدہ میں دو حکم حضرت عمرو بن عاص اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما مقرر ہوئے تو خوارج نے لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ کا نعرہ لگا دیا۔ اور قرآن مجید پڑھ کر باطل فتویٰ دیا۔ خارجیوں کو حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سمجھایا اور قرآن مجید سے سورۃ النساء کی آیت مبارکہ نمبر 35 پیش کی۔ وَ إِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا.... ”اور اگر تمہیں میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک حکم مرد والوں کی طرف سے اور ایک حکم عورت والوں کی طرف سے بھیجیں اور یہ دونوں اگر صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُن کے درمیان موافقت پیدا فرما دے گا۔“ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب زوجین کے اختلاف میں حکم مقرر کئے جاسکتے ہیں تو اُمت کے اختلاف کو دور کرنے میں حکم کیوں مقرر نہیں کئے جاسکتے۔

۲۔ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۸۵ شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۱۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۳۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۸۵ درمشور جلد ۳ ص ۱۳۹ مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۳۸ کنز العمال حدیث نمبر ۹۷۔

خوارج نے جو آیت مبارکہ پڑھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس کی نفی نہیں فرمائی جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی پڑھی ہوئی آیت مبارکہ کے مقابلہ میں خارجیوں نے لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ہی نعرہ بلند کیا اُن کی بات کی نفی کی اور جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خطبہ ارشاد فرمایا تب بھی مسجد میں بیٹھے ہوئے خارجیوں نے مختلف گوشوں سے لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ کا نعرہ لگایا۔ ۳۔

آج بھی صورت حال اسی طرح ہے کہ پورے قرآن مجید میں سے ایسی آیات مبارکہ بنا کر جن میں ”لِلَّهِ“ کا اسم مبارک اور کلمہ پاک آتا ہے۔ اُن آیات مبارکہ کو بیان کر کے قرآن مجید کی دیگر آیات مبارکہ کو ماننے سے انکار کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی مسئلہ ”صحیح اسلامی عقیدہ“ کے نام سے شائع کرنے والے پمفلٹ کے ناشر صاحب کو پیش ہے۔ یہ پمفلٹ دراصل ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ“ کے نام سے شائع ہونا چاہئے تھا۔ ناشر صاحب نے لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ کی طرز پر اُن الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ (البقرہ: ۱۶۵) ”بے شک اللہ ہی تمام قوتوں کا مالک ہے۔“ لکھ کر عنوان دیا ہے۔

ناشر صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے پمفلٹ میں لکھتے کہ تمام قوتوں کا مالک صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اور وہ جسے چاہے قوت والا بنا سکتا ہے اور جب ایسا لکھتے تو پھر اُن کے پمفلٹ کا عنوان صحیح ہوتا یعنی ”صحیح اسلامی عقیدہ“ اب وہ ”مکمل صحیح اسلامی عقائد“ کا مجموعہ ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق کے بغیر یا عطا کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں ناشر صاحب کو یہ لکھنا چاہئے تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مخلوق کو بھی طاقت دیتا ہے اور اپنی مخلوق میں جن کو طاقت دی وہ ایسی ایسی ہستیاں ہیں۔ یا پھر لکھ دیتے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی میں کوئی طاقت نہیں ہے کسی کو قوت والا ماننا شرک ہے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا کہ ناشر صاحب پورے قرآن مجید پر ایمان سے تارخ طبری، تارخ ابن خلدون، تارخ ابن کثیر۔

رکتے ہیں یا نہیں۔ بہر حال قارئین کرام کی خدمت میں تحریر ہے کہ اَنْ الْقُوَّةَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا (البقرہ: ۱۶۵) ”تمام قوتوں کا (حقیقی) مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔“ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حقیقی قوت کا دیگر کئی آیات مبارکہ میں بھی ذکر ہے۔
قوت والا اور قدرت والا:

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

(۱) ”اور میں نے جن اور انسان نہیں پیدا کئے مگر اس لئے کہ میری بندگی کریں اور میں اُن سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں۔“ اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِّیْنُ (الذاریات: ۵۸) ”بے شک اللہ (ﷻ) ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا اور قدرت والا ہے۔“

(۲) جب فرعون والوں اور اُن سے پہلے لوگوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیات مبارکہ کا انکار کیا تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے انہیں اُن کے گناہوں کے سبب پکڑا۔ اور فرمایا:- ”اِنَّ اللّٰہَ قَوِیُّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ“ (الانفال: ۵۲) ”بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) قوت والا سخت عذاب والا ہے۔“

جب زمین یا پتھر سے اُوٹنی نکلی:

تورہ کائنات نے حضرت صالح علیہ السلام سے فرمایا کہ آپ قوم سے فرمائیں (۳) یَا قَوْمِ هٰذِهِ نَافَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیۃٌ فَلَدُّوْہَا ”اے قوم یہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی اُوٹنی ہے تمہارے لئے نشانی ہے تو اسے چھوڑ دو۔“ اللہ تبارک و تعالیٰ کی زمین میں کھائے اور اسے بڑے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا اگر تم نے ایسا کیا تو قریب ہے کہ تمہیں عذاب پہنچے۔ تو انہوں نے اُس کی کوئی بات دیں یہ سچا وعدہ ہے۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) فرماتا ہے پھر جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے حضرت صالح علیہ السلام اور اُن کے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور اُس دن کی رسوائی سے۔ اور فرمایا: اِنَّ رَبَّکَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ (ہود: ۶۶) ”بے شک تمہارا رب

قوت والا عزت والا ہے۔“ اسی طرح: (۴) سورۃ الحج آیت نمبر ۴۰-۷۰، (۵) سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۱۹، (۶) سورۃ الحمد آیت نمبر ۲۵، (۷) سورۃ الجادلہ آیت نمبر ۲۱ اور (۸) سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۲۵ میں بیان ہے۔

اب وہ آیات مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جن میں قوتوں کے حقیقی مالک نے اپنی مخلوق کو ”قوت والا“ فرمایا ہے۔

قوت والی مخلوقات:

قوتوں کے حقیقی مالک نے اپنی کتاب عظیم میں اپنی ”قوت والی“ مخلوقات کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ان تمام مخلوقات میں جو قوت ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا کردہ ہے ان کو ماننا بھی ایمانیات میں داخل ہے اور ”عقیدہ توحید“ کے مطابق ہے۔ جب کہ ان کا انکار قرآن مجید کا انکار اور عقیدہ توحید کی توہین ہے۔

(۱) قوت والا جن:

حضرت شاہ سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو فرمایا: ”اے میرے درباریو! تم میں سے کون ہے کہ جو اس (بلقیس) کا تخت میرے پاس لائے قبل اس سے کہ وہ میرے پاس آکر مطیع و فرمانبردار ہو جائے؟ تو ایک جن [جس کا نام مفسرین نے ذکر ان لکھا ہے جس کا ایک قدم حدنگاہ تک پڑتا تھا (روح البیان)] بولا: اَنَا اَتِیْنِکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ ۚ وَاِنِّیْ عَلَیْہِ لَقَوِیُّ اٰمِیْنٌ“ (النمل: ۳۹) ”میں وہ (تخت) آپ کے حضور حاضر کر دوں گا قبل اس سے کہ آپ اپنی جگہ سے اٹھیں (کہ حضور اجلاس برخواست فرمائیں) اور بے شک میں اس پر قوت والا اور امانت دار ہوں۔“

(۲) قوت والا فرشتہ:

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو رب کریم نے ذی قوت (قوت والا) فرمایا

ہے: ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٌ ثُمَّ آمِينٌ ۝
(الشکویر: ۲۱-۲۰) ”جو قوت والا ہے مالکِ عرش کے حضور عزت والا اُس کا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے۔“

(۳) قوت والا انسان:

اللہ تبارک وتعالیٰ انسان کے بارے میں فرماتا ہے: اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ
مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ
ضَعْفًا وَشَيْئَةً يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ۝
(الروم: ۵۳) ”اللہ (ﷻ) ہے جس نے تمہیں ابتداء میں کمزور بنایا پھر تمہیں ناتوانی
سے قوت بخشی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھا پادیا بناتا ہے جو چاہے اور وہی علم و
قدرت والا ہے۔“ قوت جوانی اور بڑھاپا سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔

(۴) قوت والی جماعت:

قارون (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کی قوم میں سے تھا پھر اُس نے اُن
(حضرت موسیٰ علیہ السلام) سے بغاوت و سرکشی اور زیادتی کی۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ
ارشاد فرماتا ہے)۔ وَاتَّيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءَ بِالْعُصْبَةِ
أُولَى الْقُوَّةِ ۚ (القصص: ۷۶) ”اور ہم نے اُس کو اتنے خزانے دیے جن
کی چابیاں ایک ”طاقت والی جماعت“ پر بھاری تھیں۔“ اُس کی چابیاں چالیس ٹخروں
پر لادی جاتی تھیں اور ہر چابی ایک پورے خزانے کی تھی۔ (روح البیان) ٹخروں کی
جماعت کو ”قوت والی جماعت“ فرمایا گیا ہے۔

(۵) قوت والے سردار:

حضرت شاہ سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو خط بھیجا جب ملکہ بلقیس کو خط
پہنچ گیا تو اُس نے اپنے سرداروں اور درباریوں سے کہا کہ مجھے عزت والا خط ملا ہے

جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام سے
ہے جو بہت مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ (اس خط میں حضرت سلیمان
علیہ السلام نے لکھا ہے)۔ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن رکھتے ہوئے میرے حضور
حاضر ہو جاؤ۔ ملکہ بلقیس نے اپنے سرداروں سے کہا اے سردارو! میرے اس معاملہ
میں مجھے رائے دو میں کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس
حاضر نہ ہو۔ تو سرداروں نے کہا (قَالُوا) نَحْنُ أَوْلُوا قُوَّةً وَأَوْلُوا بِأَسَنِ
شَدِيدٍ ۝ (النمل: ۳۳) ”ہم قوت والے ہیں اور سخت لڑائی والے ہیں۔“
اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کا قول بغیر اعتراض کے بیان فرمایا ہے جو اس
بات کی دلیل ہے کہ انسان بھی قوت والا ہوتے ہیں۔

(۶) بنی اسرائیل کو فرمایا:

خُذُوا مَا آتَيْنَكُم بِقُوَّةٍ (البقرہ: ۶۳) ”ہم جو کچھ
تمہیں دیتے ہیں اُسے قوت سے پکڑ لو۔“
یہ مضمون دیگر مقامات پر بھی ہے۔ (۱) سورۃ البقرہ آیت نمبر ۹۳
(۲) الاعراف آیت نمبر ۱۷۱
سورۃ مریم میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو فرمایا: يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ
بِقُوَّةٍ (مریم: ۱۲) ”اے (حضرت) یحییٰ علیہ السلام! کتاب کو ”قوت“
سے پکڑ لو۔“

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْاَلْوٰاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيْلًا
لِّكُلِّ شَيْءٍ ۚ (اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام) کے لئے ہر قسم کی
نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل تختیوں میں لکھ دی۔ اور فرمایا: فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ ۚ ”اے
”قوت“ سے پکڑ لو۔“ اور (فرمایا) وَأَمْرٌ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا
(الاعراف: ۱۳۵) ”اور اپنی قوم کو حکم فرمائیں کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں۔“

یعنی اس کے احکام پر عامل ہوں۔

(۷) دشمن کے مقابلے میں قوت:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مِمَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ ۚ (الانفال: ۶۰) "اور اُن کے لئے تیار رکھو جو "قوت" تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ اُن سے اُن (یعنی دشمنوں) کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ (ﷻ) کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں اور اُن کے ساتھ کچھ اور لوگوں کے دلوں میں۔"

(۸) عطائی قوت:

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا:

"اے میری قوم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی عبادت کرو اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم خواہ مخواہ جھوٹے الزام عائد کرنے والے ہو۔ اے میری قوم میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی اجر نہیں مگر اللہ میرا اجر اُس کے ذمہ (کرم پر) ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا ہے تو کیا تمہیں عقل نہیں؟ اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو پھر اُس کی طرف رجوع لاؤ: يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ (هود: ۵۲) "وہ تم پر آسمان سے زوردار بارش بھیجے گا اور تم میں جتنی "قوت" ہے اُس سے اور زیادہ "قوت" عطا فرمائے گا اور تم جرم کرتے ہوئے روگردانی نہ کرو۔"

(۹) قوت والے لوگ:

منافقین مدینہ منورہ کو فرمایا: كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَآكَلُوا مِمَّا وَلَا ذِلَّةَ ۚ (التوبة: ۶۹) "جیسے وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے وہ "قوت" میں تم سے بڑھ کر تھے اور اُن کے مال اور اولاد بھی تم سے زیادہ تھے۔"

(۱۰) قوت سے میری مدد کرو:

(حضرت شاہ) ذوالقرنین سے قوم نے کہا کہ یا جوج ماجوج زمین میں فساد پھیلاتے ہیں تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ مال مقرر کر دیں اس پر کہ آپ ہم میں اور اُن میں ایک دیوار بنادیں۔ تو (حضرت شاہ) ذوالقرنین نے فرمایا وہ جس پر میرے رب نے قابو دیا ہے بہتر ہے۔ فَاعِيسُوْنِي بِقُوَّةٍ۔۔۔۔۔ "تو تم "قوت" کے ساتھ میری مدد کرو۔ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ (الکہف: ۹۵) "میں تم میں اور اُن میں ایک آڑ بنادوں گا۔"

(۱۱) قوت والی قومیں:

قارون نے کہا مجھے جو کچھ ملا ہے ایک علم سے ملا ہے (اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا) اور کیا اُسے یہ نہیں معلوم کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اس سے پہلے وہ تو میں ہلاک فرمادیں۔ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَآكَلَتْ جَمْعًا ۚ (القصص: ۷۸) "جن کی قوت اس سے زیادہ سخت تھی اور جتنا باندی بھی زیادہ تھی۔"

ایک اور مقام پر فرمایا: "کیا انہوں نے زمین پر سفر نہ کیا کہ دیکھتے کہ اُن سے پہلوں کا کیا انجام ہوا: كَانُوا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً۔۔۔۔۔ (الروم: ۹) "جو اُن سے قوت میں زیادہ تھے۔" اس طرح کا ارشاد سورہ فاطر آیت نمبر ۴۴، سورہ محمد آیت نمبر ۱۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۲) قوت والا کام کرنے والا:

مدین شہر کے باہر ایک کنواں تھا لوگ وقت مقررہ پر اُس سے پانی لیتے تھے پھر وزنی پتھر سے اُس کا منہ ڈھک کر چلے جاتے تھے تاکہ کوئی کھول نہ سکے۔ جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) مصر سے مدین تشریف لائے۔ تو آپ کو یہ خبر آئی

وہاں آپ نے لوگوں کا ایک گروہ دیکھا جو جانوروں کو پانی پلا رہا تھا اُن سے دوسری طرف دو عورتیں دیکھیں جو اپنے جانوروں کو روک رہی تھیں۔ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے اُن سے اُن کا حال دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا ہم اُس وقت تک پانی نہیں پلاتیں جب تک سب چرواہے پانی پلا کر چلے نہ جائیں اور ہمارے والد گرامی بہت بوڑھے ہیں تو (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ وہ دونوں خواتین جانوروں کو پانی پلانے کے بعد جب واپس چلی گئیں تو کچھ دیر کے بعد اُن میں سے ایک خاتون حیاء کا پیکر شرافت سے چلتی ہوئی آئی اور عرض کیا: اِنَّ اَبْسَىٰ يَدْعُوْكَ ”میرے ابو جی آپ کو پکار رہے ہیں (بلا رہے ہیں)۔“ جو آپ نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا ہے ہمارے والد گرامی آپ کو اُس کا اجر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جب (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) اُن کے پاس پہنچے تو (حضرت) شعیب (علیہ السلام) کی دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی بولی اباجی حضور آپ انہیں کام کاج کے لئے رکھ لیں۔ اِنَّ خَيْرَ مِّنْ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝ (القصص: ۲۶) ”بے شک بہتر کام کرنے والا وہ ہے جو طاقتور اور امانت دار ہے۔“ مذکورہ بالا آیات مبارکہ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حقیقی قوتوں کا مالک جس کو چاہے اور جتنی چاہے قوت عطا فرمادے اُس پر کسی کا زور نہیں۔ کلمہ پڑھنے والوں کو حقیقی قوتوں کے مالک رَبُّ الْعَالَمِيْنَ کو اور جنہیں اُس نے قوتیں عطا فرمائی ہیں ماننا فرض ہے۔ یہ طرز عقیدہ توحید کے خلاف ہے کہ قرآن مجید کی کچھ آیات مبارکہ کو تو مانا جائے اور کچھ کو نہ مانا جائے۔ ”مکمل صحیح اسلامی عقیدہ“ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو حقیقی قوتوں کا مالک مانا جائے اور جنہیں حقیقی قوتوں والے نے قوتیں عطا فرمائی ہیں انہیں بھی ”قوت والا“ مانا جائے۔

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ”جو چاہے اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہمیں کچھ قوت نہیں مگر اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی توفیق ہے۔“